یہ اخبار ہفتہ وار ہر دوشنبہ کے دن وزیر بازار پریس امرتسر سے شائع ہوتا ہے

شرح قیمت اخبار معہ محصول ڈاک

سالانہ ششماہی

عام خریداران ممالک بیرون سے .. دس شلنگ چھ شلنگ

عام سے .. .. .. چھ روپے تین روپیہ

طلباء اور کم استطاعت اصحاب سے بشرط تصدیق نصف قیمت

بغیر چندہ سالانہ یا ششماہی وصول ہونے اخبار جاری نہ ہوگا

نمونے کا پرچہ آدھ آنہ کا ٹکٹ آنے پر مفت روانہ ہوگا۔

شرح اجرت اشتہارات و مضامین مفید

تجارتی اشتہارات کی اجرت بذریعہ خط و کتابت فیصل ہوگی۔

مضامین مفید عام اور خبریں مفت درج کی جائے گی۔

ترسیل زر

ہر قسم کی ترسیل منیجر سپرنٹنڈنٹ مطبع کے نام ہونی چاہیئے روپیہ منی آرڈر یا رجسٹری کے ذریعہ بھیجنا چاہیئے۔ ورنہ مطبع ذمہ دار نہ ہوگا

وقائع نگار سلطنت روسیہ

ممالک ایشیا و ولایات

ممالک یورپ و امریکہ

مولوی عبد الوکیل

الصدیقی۔ مبصر ایشیائی

سوسائٹی۔

ایشیا

ایشیائی ترکستان کی

جنرالی انٹرنیشنل کی

اردو بازار

جزیرہ و خلافت

یارقند

وکالت

بخارا

افغانستان

ایران

ترکی

عراق

مصر و بلاد عربیہ

مراکش

اور صدود ہندوستان

کے یورپی و یورپی

کے ہندوستان کے مقامات و

اور دوستانہ

قرار دادہ

دفتر و تجار و

واخبار اور ایجنسیوں کی

قبائل اور ملک گیری

فتوحات

کی یورپی صحیح تعریف

کی یورپی جو اہل اسلام

سے ہیں جو اہل اسلام

مندرج ہیں

کے لئے نہایت مفید و

خبریں ہیں۔ عبارت آسان فارسی

حاصل فہم ہر طبقہ حال ایران

دولت بلا جلد ۔ جلد بلا

المشتہر

عبد الوکیل الصدیقی

ضلع جسور

سوسائٹی بنگال

احاطہ بنگال

جلد ۶ | امرتسر یکم شہر جمادی الاولی سنہ ۱۳۱۸ ہجری مطابق ۲۷ اگست سنہ ۱۹۰۰ء یوم دوشنبہ | نمبر ۲۲

وکیل

امرتسر مطبوعہ یکم جمادی الاولی سنہ ۱۳۱۸ ہجری مطابق ۲۷ اگست سنہ ۱۹۰۰ء یوم دوشنبہ نمبر ۲۲ جلد ۶

(کارروائی جلسہ اردو ڈیفنس ایسوسی منعقدہ ۸ اگست سنہ ۱۹۰۰ء بمقام لکھنؤ)

انعقاد جلسہ سے تین دن پہلے سے ڈیلیگیٹ آنا شروع ہوئے۔ اسٹیشن پر ہر وقت بہت سے والنٹیر استقبال کو موجود رہتے تھے۔ جو مہمانوں کو کمیٹی کی گاڑیوں پر سوار کرا کے باسائش تمام قیامگاہ تک پہونچا دیتے تھے گاڑیوں اور والنٹیرز کے سینوں پر تمغے لگے ہوئے تھے۔ جنپر الفاظ "اردو ڈیفنس" و "اردو" منبدرج تھے۔ قیامگاہ یعنے کوٹھی امین الدولہ سابق وزیر اودہ نہایت وسیع و آرام دہ تھی۔ کھانیکا بھی انتظام معقول تھا۔ دو وقتہ پلاؤ۔ زردہ۔ شیرمال کباب سے مہمانوں کی دعوت کیجاتی تھی علاوہ انتظام خورد و نوش و رہایش ہر طرح سے قابل تعریف تھا اور اسلیے حضرات میزبانان یعنے حامد علیخان صاحب بیرسٹر و منشی حشام علیصاحب و راجہ نوشاد علیخانصاحب کا قوم جانتک شکریہ ادا کرے کم ہے

۳۰۰ ٹکٹ ڈیلیگیٹس کے چھپوائے گئے تھے۔ لیکن بعد میں اور ٹکٹوں کی ضرورت پڑی۔ جس سے اندازہ کیا جاتا ہے کہ تقریباً ۵۰۰ ڈیلیگیٹ مختلف اضلاع ممالک مغربی و شمالی و اودہ و پنجاب و سندھ و بنگال و بمبئی سے تشریف لائے تھے۔ حاضرین جلسہ کی تعداد ۵ اور تین ہزار کے درمیان خیال کیجاتی ہے۔ غرضکہ جلسہ امید سے زیادہ بارونق تھا۔ مقام جلسہ یعنے بارہ دری قیصر باغ میں صبح ہی سے لوگ جمع ہونے لگے۔ اور ۸ بجکے ۴۵ منٹ پر نواب محسن الملک بہادر پریسیڈنٹ تشریف لائے اور بڑی دیر تک چیئر رہے۔ راجہ نوشاد علیخانصاحب پریسیڈنٹ ریسپشن کمیٹی نے ڈیلیگیٹس کا شکریہ ادا کیا اور نواب محسن الملک سے درخواست کی کہ آپ اس جلسہ کی صدارت انجمن ہونا قبول فرمائیں۔ نواب صاحب کرسی صدارت پر رونق افروز ہوئے اور فرمایا کہ قبل اسکے کہ کوئی کارروائی شروع کیجائے مجھکو ایک سانحہ عظیم کی نسبت عرض کرنا ہے اور وہ حادثہ حضرت ملکہ معظمہ کے فرزند دوم کی وفات کا ہے اور اس موقع پر ہمارا فرض ہے کہ اپنے دلی رنج کا اظہار کریں اور ایک تعزیت کا تار حضور لفٹنٹ گورنر بہادر کے ذریعہ سے ملکہ معظمہ کی خدمت میں ارسال کریں۔ اس کے بعد پریسیڈنٹ کا ایڈریس شروع ہوا جسکی نسبت یہ کہنا فضول ہے کہ وہ لاجواب تھا۔ حاضرین کی یہ کیفیت تھی کہ کبھی روتے تھے اور کبھی ہنستے تھے۔ واقعی اسنے سب کے دل ہلا دیئے۔ افسوس ہے کہ وہ مخالفین قوم وہاں موجود نہ تھے جو کہتے ہیں کہ نواب صاحب کی تقریر میں کوئی "بات" نہیں ہے ورنہ وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتے کہ تقریر پر اثر اسے کہتے ہیں اور کانوں سے سن لیتے کہ جادو بیانی اسکا نام ہے۔ تقریباً یقینی امر ہے کہ اگر اس جلسہ کی تقریریں اور لوگوں کی اصلی خیالات نواب لفٹنٹ بہادر سنتے تو بلاشبہ اپنے رزولیوشن کو اسی وقت واپس لے لیتے۔ تقریر بہت طویل تھی۔ میں نے اسکے چند فقرے لکھ لئے تھے۔ وہ درج کرتا ہوں۔

(اسپیچ نواب محسن الملک) حضرات میں اس ذمہ واری کے کام کے قابل نہ تھا۔ لیکن میں عرض کرتا ہوں کہ میں نے جو آپکے حکم کی تعمیل کی ہے اسکی وجہ یہ ہے۔ کہ میں ان لوگوں میں سے ہوں جنکو علیگڈھ پارٹی سے تعلق ہے اور جنکو مفسد فساد کہا جاتا ہے۔ اور چونکہ میں نے اس کام میں بہت سا حصہ لیا ہے اور شروع ہی سے اسکو بڑا ضروری معاملہ سمجھتا ہوں۔ اسلئے میں چاہتا ہوں کہ ان غلط خیالات کو رفع کردوں۔ اور صرف اس خیال سے میں نے آپکے حکم کی تعمیل کی ہے۔

حضرات۔ ہماری اس کارروائی کی نسبت کہا جاتا ہے کہ ہم اس حکمت عملی سے منحرف ہوئے جسپر ہم مدت سے عمل کر رہے ہیں۔ یعنی پولیٹیکل ایجیٹیشن سے علیحدہ رہنے سے۔ یہ اعتراض محض غلط ہے ہمنے اس بات کو

جسکے بانی سرسید نے اسکے فوائد ہمپر ثابت کر دیئے تھے۔ ہرگز نہیں چھوڑا اور نہ ہمنے ان لوگونکی بالیسی اختیار کی ہے جو گورنمنٹ کے ہر فعل پر اعتراض کرتے ہیں (چیرز) لیکن ہمنے یہ کبھی نہیں کہا۔ کہ ہم اپنی حاجتوں کو گورنمنٹ کی جناب میں پیش نہیں کریں گے۔ یا مصیبت میں کراہینگے ہی نہیں (چیرز) یہ خاص موقع پر تکلیف کا مودبانہ اظہار ہے۔ یعنے جس امر سے ایک بڑی گروہ پر اثر پڑتا ہے۔ اسکا گورنمنٹ کیخدمت میں اظہار کیا گیا ہے۔ لیکن اسطرح کا درد کا ظاہر کرنا پولیٹکل ایجیٹیشن نہیں ہے (ہیر ہیر)۔ بظاہر اس تحریک کو ایجیٹیشن کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس کو زیادہ وسعت ہو گئی ہے اور اس صوبہ کے تمام مقامات پر اسکا چرچا ہو گیا ہے۔ ہمنے اس معاملہ میں وہی طریقہ اختیار کیا ہے جو سرسید نے ۱۸۶۳ء میں اختیار کیا تھا۔ سرسید نے جب اس قسم کی درخواست گذرانی کی خبر سنی تھی اسیوقت مسلمانوں کی ایک کمیٹی کا قائم کرنا ضروری سمجھا تھا تو پھر ایسی حالت میں کہ گورنمنٹ نے بغیر ہمارے خیالات دریافت کرنے کے (ہیر ہیر) ایک ایسا حکم جاری کر دیا جس سے ہماری مادری زبان کو نقصان پہونچتا ہے تو ہمارا فرض ہے کہ گورنمنٹ کو اس نقصان سے آگاہ کریں (چیرز) میں سمجھتا ہوں کہ یہ حکم ہز آنر نے کسی خاص قوم کی طرفداری کے لئے جاری نہیں کیا ہے۔ (چیرز) لیکن بقول سرسید "اگرچہ ایسے احکام سے گورنمنٹ کا مقصد کسی قوم کی طرفداری کا نہیں ہوتا۔ لیکن اسکا نتیجہ یہی ہوتا ہے" (ہیر ہیر) مسلمانوں سے حکومت کی نشانیاں اور انکے دلوں سے یہ فخر نہیں جائیگا۔ گو افسوس ہے کہ زمانہ کے تبدل سے اب انمیں وہ قابلیت نہیں باقی۔ لیکن اسکو کیا کیا جائے کہ رسی جل گئی ہے لیکن ابھی اسکا بل نہیں گیا ہے" (ہیر ہیر) اور گورنمنٹ جانتی ہے کہ وقت پر ہمیں کارآمد ہونگی (چیرز)۔ بیشک ہماری قلم میں زور کم ہو گیا ہے لیکن اسکے ساتھ ہی ہمارے ہاتھ میں ابتک تلوار باقی ہے اور جوش ہے اور زور ہے اور ہمارا پورا خیال ہے کہ جیسا اس زور کو ہم پہلے کام میں لاتے تھے ویسا ہی اب ملکہ معظمہ کی خدمت میں اور گورنمنٹ کے دشمن کے مقابل کام میں لائینگے۔ (ہیر ہیر۔ چیرز)۔

صاحبو۔ ہمارا فرض ہے کہ اگر اردو مر جائے تو اسکا جنازہ تو دھوم سے نکالیں (بڑے جوش سے ہیر ہیر کی صدائیں بلند ہوئیں) بقول "عاشق کا جنازہ ہے ذرا دھوم سے نکلے" (میانہ پر مقرر کے آنسو نکل آئے اور سب بیقرار ہو گئے) عزت جاتی رہی۔ دولت جاتی رہی۔ شوکت جاتی رہی۔ ایک زبان باقی رہی ہے اگر یہ بھی گئی تو ہم کہاں۔ پھر تو ہم مردہ ہو گئے (ہیر ہیر)۔

نہایت افسوس ہے کہ صرف خیالی خوف سے ہم اپنی قوم کو چھوڑ دیں۔ کونسی قوم جو باوجود یکہ گری ہے۔ لیکن پھر بھی جیتوں سے بہتر ہے (چیرز) اس قوم میں اب بھی ایسے زندہ دل موجود ہیں کہ کوئی بھلا دوسری قوم میں دکھائے تو (چیرز)۔ اس اردو کو جسمیں آبرو و نفیس کے سے لوگ موجود ہیں (چیرز) جنہوں نے اسکے ساتھ وہی کیا ہے جو اعجاز و کرامت سے ہو سکتا ہے (چیرز) کیا ہم مرنے دینگے؟

(مرزا آبرو و نفیس کھڑے ہوئے اور لوگوں نے بڑی خوشی سے چیرز دیئے)۔ لیکن وہ زبان کے زندہ رکھنے والے ہیں اور ہم اسکے بچانے والے۔ انکا فرض ہمکو ادا کرنا چاہیئے اور خدا کے فضل سے ہم میں دونو قسم کے لوگ موجود ہیں۔ ع "یارب این دارد و آن نیز ہم"

(پریسیڈنٹ علیگڈھ میٹنگ کی علیحدگی)۔ آپ کو معلوم ہے کہ ایک معزز رئیس علیگڈھ کے جلسہ میں پریسیڈنٹ ہوئے تھے۔ اور پھر وہ مستعفی ہو گئے۔ انہوں نے ہز آنر سے کہا۔ کہ مجھکو دھوکہ دیا گیا (شیم یعنے شرم شرم) اور نواب لفٹنٹ گورنر بہادر نے بھی بنارس کی تقریر میں فرمایا کہ مجھے اس ایجیٹیشن کی حقیقت معلوم ہو گئی۔ خوب۔ ہم لوگ بھی کیا دھوکہ دیتے ہیں اور کیسے جادوگر ہیں کہ اتنے لوگ ہمارے دھوکے میں آ گئے (قہقہہ مقرر نے حاضرین کی جانب اشارہ کیا) صاحبو۔ میں نے پریسیڈنٹ مستعفی (میں بھی بتقلید ہز آنر انکا نام نہیں لونگا) کو صرف بلایا تھا اور انہوں نے بخوشی پریسیڈنٹ ہونا قبول کیا۔ ایک موقعہ پر مجھسے اور انسے جو باتیں ہوئیں انکو نواب وقار الملک خوب بیان کرینگے۔

نواب وقار الملک کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ نواب محسن الملک فرما رہے تھے کہ اس معاملہ میں جوش کا اظہار نہ کرنا چاہیئے۔ اور نواب لطف (معاف کیجئے) خیر۔ پریسیڈنٹ مستعفی نے فرمایا کہ جب آنا رنج پہونچیگا تو کیونکر چپ بیٹھے رہینگے۔ صاحب جب دل جلیگا تو کہاں تک دل سے بات نہ نکلیگی" (اسکے بعد مقرر نے پھر تقریر شروع کی)۔

پھر جب ہز آنر کا تار آیا تو وہ معہ مسودہ جواب انکے پاس بھیجا گیا اسوقت یہی انہوں نے تحریر فرمایا کہ میں نے مسودہ جواب تار کو بڑی غور سے پڑھا اور میری رائے میں یہ جواب بہت اچھا اور بہت مناسب ہے۔ کسی قسم کی ترمیم وغیرہ کا محتاج نہیں ہے۔ بہت دنوں کے بعد ایک خط انہیں حضرت کا آیا جسکا مضمون یہ تھا۔ کہ ایک کمیٹی علیگڈھ میں قائم ہوئی تھی اسوقت میری جانب سے گورنمنٹ کو حکم کی بابت غلط فہمی واقع ہوئی تھی۔ اب بعد غور کامل معلوم ہوا کہ اس حکم سے اردو کو کچھ نقصان نہیں پہونچیگا۔ اسلئے اب میرا نام کمیٹی سے خارج کر دیجئے۔ اسپر میں نے بمبئی سے اور ممبران علیگڈھ کمیٹی نے بذریعہ رجسٹری شدہ خط کے دریافت کیا۔ کہ ہمارے خط میں آپنے غلط فہمی کا لفظ لکھا ہے اور ہز آنر سے کہا ہے۔ کہ مجھکو دھوکہ دیا گیا۔ اس اختلاف بیان کی کیا وجہ ہے؟ اور اگر آپ کو دھوکہ دیا تو کسنے دیا اور کب دیا۔ لیکن آجتک کسیکا بھی جواب نہیں آیا۔ اب اسکے بعد کسی رائے دینے کی یا اس وجہ کے بتانے کی جس سے مجھکو ذاتی طور پر آگاہی ہے۔ اور جسکو سب لوگ جانتے ہیں کچھ ضرورت نہیں ہے۔ ایک کیا اگر ایسے لاکھ ہز آنر پریسیڈنٹ علیحدہ ہو جائیں تو بھی ہمکو کچھ پروا نہیں (ہیر ہیر)

میں صاف کہتا ہوں کہ جو لوگ اس جلسہ میں شریک نہیں ہوئے ہیں وہ ہمسے زیادہ شکایتمند ہیں اور گھر میں بیٹھکر نوکروں سے کہتے ہیں کہ کیا کریں مجبور ہیں ظلم ہوتا ہے۔ لیکن بول نہیں سکتے کہ گورنر صاحب خفا ہو جائیں گے (ہیر ہیر) ایسے لوگ بیجا خوف کرتے ہیں اور گورنمنٹ کے اصول سے ناواقف ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ جسمیں ایک ذرہ برابر بھی انگریزیت کا خون ہے وہ آزادی کا کبھی دشمن نہیں ہوگا (چیرز)۔

ہم لوگ وہ نہیں ہیں جو صرف بزم عیش میں شریک ہوں۔ (چیرز) ہم اپنی قوم کے لئے جان بھی دینگے (چیرز)۔ مگر ہم اُن بیجاؤں کو ضرور سمجھتے ہیں کیونکہ انکو قوم کے درد کا احساس ہی نہیں ہے۔

مصرع "ہمارے زخم میں لذت تو نے پائی ہی نہیں" (ہیر ہیر)

صاحبو۔ ہم نے سب چیزیں کھو دیں۔ لیکن دو چیزیں باقی ہیں۔ اول گورنمنٹ پر بھروسہ اور دوسرے اپنی قوم کی خیر خواہی (چیرز) اور اگر اس رزولیوشن کے یہی معنے قائم رہے تو یاد رہے کہ ہماری بھی مخالفت قائم ہو گی (ہیر ہیر)

بیمار ڈاکٹر کی شکایت کرتا ہے اور درد سے کراہتا ہے۔ لیکن ڈاکٹر اس سے خفا نہیں ہوتا اور یہ نہیں کہتا کہ تو کیوں کراہتا ہے۔ اور شفا ہو جانے پر بیمار کی شکایت شکریہ سے بدل جاتی ہے۔ سو حضرات ہمارا ڈاکٹر ۷۰۰۰ فٹ کی بلندی پر بیٹھا ہے۔ اب اگر ہمارے درد کی بھی دوا ہو جائے تو ہمارا بھی گلہ شکریہ سے بدل جائے (چیرز)

آخر میں یہ عرض کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ آپ کی اس کارروائی سے قوم ممنون ہوگی۔ بلکہ گورنمنٹ بھی (چیرز)۔ کیونکہ جب دلمیں درد ہوتا ہے تو ڈاکٹر بلسٹر لگاتا ہے تاکہ دلپر آبلہ نکل آئے۔ اسی طرح سے ہمنے بھی اپنے دردِ دل کا اظہار کر دیا۔ اور اب گورنمنٹ کو اسکا علاج کرنے میں زیادہ دقت نہیں پڑیگی۔ (چیرز)۔ اسکے بعد اُن ۲۶ حضرات کے نام پڑھکر سنائے گئے جنہوں نے ہمدردی کے خطوط بھیجے تھے۔ انمیں سے مولوی نذیر احمد صاحب۔ مولوی ذکاء اللہ صاحب۔ نواب فتح علی خاں قزلباش۔ پروفیسر ضیاء الدین احمد وغیرہ وغیرہ کے خطوط بھی تھے۔

پھر رزولیوشن پیش ہونا شروع ہوئے۔ صبح کی اجلاس میں پہلے ۴ رزولیوشن پیش ہوئے اور شام کی اجلاس میں رزولیوشن نمبر ۸ و نمبر ۹ و نمبر ۱۰ و ۱۱ پیش ہو کر پاس ہوئے اور باقی ردیو لیوشنز

دوسرے دن کے لیے اٹھا رکھی گئی۔ (فہرست رزولیوشن آخیر میں منسلک ہے۔) رزولیوشن نمبر ۱ کی تائید کرتے ہوئے شیخ عبداللہ نے ان مقامات کی چند عدالتی تحریریں پیش کیں جہاں ناگری جاری ہے اور چیلنج دیا کہ اگر کوئی انہیں ایک ہی دفعہ میں پڑھ دے اُسے میں ۱۰۔ اشرفی انعام دونگا (چیرز) رزولیوشن نمبر ۳ کو پیش کرتے ہوئے مولوی مشتاق حسین نے فرمایا یہ اس رزولیوشن نے اسقدر انڈے بچے دیئے کہ بغیر تعجب کئے نہیں رہا جاتا (چیرز)۔ ابھی حروف کی بحث تھی کہ حروف سے زبان ہوگئی۔ پھر جب چار ہی مہینوں میں یہ کیفیت ہوئی تو ۹ ماہ کے بعد نہیں معلوم کیا ہوگا (چیرز)

سرسید نے فرمایا تھا کہ جسقدر نقصان اس سے ہوگا اس سے بڑھکر کوئی اور نقصان انگریزوں سے محروم کردینے کے نہیں ہوسکتا (ہیر ہیر)۔ کچھ دنوں میں نصف مسلمین ناگری میں لکھی جائیں گی پھر کچھ زمانہ کے بعد ۳/۴ اور اسوقت گورنمنٹ سے درخواست کی جائے گی اور گورنمنٹ خود کہیگی۔ کہ اردو کو رخصت کردینا چاہیئے تاکہ ایک ہی زبان رہے (ہیر ہیر) پس اگر ہم مردم شماری کی منطق کو مان لیں تو گویا ہمنے اپنی زبان سے ہاتھ دھو ڈالا (ہیر ہیر) شائقین اجلاس میں رزولیوشن نمبر ۱ کے بموجب حضرات ذیل کی کمیٹی قائم ہوئی۔ مولوی سید کرامت حسین صاحب۔ حامد علی خاں بیرسٹر ایٹ لا۔ نواب محسن الملک شیخ عبدالصمد بی اے۔ ال ال بی۔ راجہ نوشاد علیخانصاحب۔ نواب اشتیاق حسین صاحب۔ منشی احتشام علی صاحب۔ مولوی غلام مجتبیٰ صاحب۔ آفتاب احمد خانصاحب۔ مرزا عابد علی بیگ صاحب۔ شیخ احمد اللہ صاحب وکیل ہائیکورٹ۔

دوسرے دن رزولیوشن نمبر ۲ کو پیش کرتے ہوئے شیخ عبدالصمد بی۔ اے۔ ال ال بی نے فرمایا۔ میں نے آجتک بنگال و بہار تک کا سفر کیا۔ لیکن باوجود دریافت کامل مجھکو کوئی کتاب اس زبان کی نہیں ملی جسکے اجرا کا ارادہ کیا جاتا ہے۔ ہندی جسکے لئے دعویٰ کیا جاتا ہے وہ ممالک غربی و شمالی کے ۴ کرور چالیس لاکھ باشندوں کی زبان ہے۔ وہ صرف اردو کی ایک شاخ ہے۔ کوئی دوسری زبان علیحدہ ہو ہی نہیں سکتی۔ کیونکہ عوام کی گفتگو اردو و فارسی کے بگڑے ہوئے الفاظ کا مجموعہ ہوتی ہے جسکو اردو اور اس ہندی میں کچھ تعلق ہے۔ جو ایک مہذب انگریز کی انگلش اور شائستہ انگلس کی زبان میں ہوتا ہے۔ (ہیر ہیر)۔ اگر انگلستان میں یہ تجویز پیش ہو کہ گورے جو زبان بولتے ہیں وہی عدالتوں میں جاری ہو تو مجھے یقین ہے کہ مجوز ضرور ۶ ماہ کے لئے پاگلخانے بھیجدیا جائے (چیرز۔ قہقہہ) مخالفین اردو ہرگز عوام کی زبان کو عدالت میں جاری کرنا نہیں چاہتے ہیں۔ بلکہ وہ ایک ایسی زبان نکالنا چاہتے ہیں۔ جسمیں سنسکرت کے ہزاروں الفاظ بھرے ہوں (ہیر ہیر)۔

صاجبو۔ ہندی کی نوشاخیں ہیں۔ اور سنس رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ انمیں سے ایک کا جاننے والا دوسری نہیں سمجھ سکتا۔ پس مجھکو کوئی بتائے کہ گورنمنٹ کونسی زبان اختیار کریگی۔ (ہیر ہیر)

صاجبو۔ یہ کیا تماشا ہے کہ جو لوگ ہمیشہ سے اردو بولتے آئے اور جنکی مادری زبان اردو ہے وہ آپ کہتے ہیں کہ ہم اردو نہیں جانتے ہندی جانتے ہیں (چیرز) ہاں شاید یہ ہو کہ وہ اپنے کو ابھی سے فرضی عالم اس فرضی زبان کا جانتے ہوں جو اب پیدا ہونے والی ہے (چیرز)۔

شیخ عبدالقادر اوورسیر پنجاب آبزرور نے تائید کرتے ہوئے فرمایا "آج میں پہلا پنجابی ہوں جو کچھ عرض کرنے کو آپکی خدمت میں کھڑا ہوا ہوں اور میں تنہا ہی نہیں ہوں بلکہ پنجاب کے ہر امپارٹنٹ مقام سے کوئی نہ کوئی ڈیلیگیٹ موجود ہے۔ یہ سچ ہے کہ یہاں آنے کی وجوہ میں شاید کچھ قومی ہمدردی کا بھی خیال ہو۔ لیکن اصل یہ ہے کہ مجروح اردو نے پنجاب کے اردو کو صدا دی کہ "اے گذرنیوالے جو کچھ تیری اسوقت حالت ہے وہی حالت کبھی میری بھی تھی۔ اور جو کچھ میری حالت اسوقت ہے وہ تیری بھی ہوگی اسلیے میرے پیچھے آنیکے لئے تیار رہ"۔ (مقرر اس مقام پر آبدیدہ ہوگیا اور سب لوگ تھرا گئے) صاجبو۔ جب یہ صدا ہمارے کان میں پہونچی تو ہم یہاں آنے پر مجبور ہوگئے۔ مقرر صاحب نے بڑی خوبی و وضاحت کے ساتھ اس اختلاف کو دکھلایا جو تلفظ سے پیدا ہوجاتا ہے اور جس سے ایک زبان کی کئی قسمیں ہوجاتی ہیں۔ لیکن پھر بھی ایک تحریری زبان ایسی رہتی ہے جو ان سب پر حاوی ہوتی ہے۔ اور یہی حالت یہاں اردو کی ہے۔ انگریزی کی بھی یہی حالت ہے کہ لندن کی کتابی و عدالتی زبان سب کہیں سمجھی جاتی ہے۔ حالانکہ وہاں کا ڈینیزن (Denizen) کی زبانیں بالکل مختلف ہوتی ہیں (چیرز) اڈیٹر صاحب کے اسپیچ اپنے انداز بیان کے لحاظ سے لاجواب تھے اور منٹ منٹ پر چیرز ہوتی تھی پنڈت کدار ناتھ و مولوی ظہور احمد و اڈیٹر رسالہ الاسلام کے اسپیچ بھی اچھی تھیں۔ میر ذاکر حسین پاس نے اپنی ایک نظم سنائی جسکے چند شعار یہ ہیں ؎

جذب لیسا حق تعالیٰ نے عطا تجھکو کیا ✦ ہر زباں کا لفظ کہنے آتا ہے تجھ میں بیگماں
لفظ میری ناگری حرفوں میں گر لکھے گئے ✦ لوٹ جائینگی یہی سب ہڈیاں اردو میاں
خوب اسکو یاد رکھو تمنے غلطت کی اگر ✦ چند دن کے بعد ہی پھر میں کہاں اور تم کہاں
اسکو باور کر کہ تو دم بھر بھی چھٹ سکتی نہیں ✦ تو ہماری ساتھ ہے جب تک ہے باقی تن میں جان

محمد عبداللہ مشتاق نے مکلی رباعیاں پڑھیں جنمیں سے دو یہ ہیں۔ ؎

بے علم رہے تو پھر لیاقت کیسی ✦ حرف آیا زبان پر تو رحمت کیسی
لاریب یہ مسئلہ مسلم ہے حضور ✦ نکلی جو زباں تو پھر ظرافت کیسی

دیگر

کل جسم میں ہے فقط زبان کی عزت ✦ جسطرح مکین سے ہو مکاں کی عزت
حرف آیا زبان پر تو کہئے قبلہ ✦ کسکی توقیر اور کہاں کی عزت

مرزا سمیع اللہ بیگ نے حامد علیخانصاحب کا شکریہ ادا کیا اور شرر صاحب۔ پریسیڈنٹ و دیگر معزز حضرات کا شکریہ ادا کیا آخر میں نواب محسن الملک اٹھے اور آخری تقریر فرمائی۔

(پریسیڈنٹ کی آخری تقریر) حضرات۔ مجھے اسوقت یاد ہے۔ اور اسکا سبب یہ ہے کہ مسلمانوں کی قوم جو غدر ۱۸۵۷ء کے بعد اس اشتباہ سے چھوٹ کر جو گورنمنٹ کو پیدا ہوگیا تھا۔ ایک وفادار قوم خیال کی جاتی تھی اور سرسید کی ۱۸۸۸ء کی اس پالیسی کی پیرو تھی جو مثل ایک سدّ سکندری کے تھی جسنے مسلمانوں کو ایک پولیٹیکل تلاطم میں پڑنے سے بچالیا۔ اب ایک ایسا موقع آیا ہے کہ ہم لوگ بھی اگیٹیٹر کہلائے گئے۔ میرے خیال میں ہزآنر کا ہرگز یہ ارادہ نہیں ہے کہ اردو پر حملہ کیا جائے بلکہ ہزآنر کی غرض یہ ہے کہ ناگری میں وہ لوگ صرف عرضی دیسکیں جو اردو نہیں جانتے۔ اگر ہزآنر اپنے اس مطلب کو ظاہر کردیتے تو کوئی مسلمان عذر نہ کرتا۔ مگر جب وہ رزولیوشن اسمیں سکت رہا اور مخالفین کی کوششیں ہماری زبان پر حملہ کرنے کی ہوئیں اور انکی جانب ہمنے ہزآنر کے رجحان کو بھی دیکھا۔ دو کورٹوں میں اختلاف ہوا اور ہمنے اس رزولیوشن کے مجمل ہونے پر غور کیا تو ہم پلیٹ فارم پر آئے (چیرز)۔

ایک طرف میرا خیال تھا کہ گورنمنٹ کی مخالفت نہ کی جائے اور ایک طرف یہ تھا کہ قوم کو کیونکر بچاؤں۔ لیکن آخر میں میںنے کہا کہ اسوقت قوم کو بچانا اور پلیٹ فارم پر آنا قوم کے لئے سب سے زیادہ صاجبو۔ یہ ساری باتیں اس ابہام سے پیدا ہوئیں۔ اگر انکی تشریح کردیجاتی تو نہ مسلمانوں کا یہ جوش و خروش ہوتا نہ ہم لوگ اسمیں شریک ہوتے جسکا یہ قول رہا ہے۔ ؎

عمر تو ساری کٹی عشق بتاں میں مومن ✦ آخری وقت میں کیا خاک مسلمان ہونگے

اگر رزولیوشن سے غرض صرف عرضی لکھنے سے ہو تو یہ شور و شر ابھی موقوف ہوجائے۔ ورنہ اگر مسلمانوں کو یہ یقین نہ دلایا جائیگا۔ کہ انکی اردو نہ اڑائی جائے گی تو بلاشبہ جو اس سبق کے پڑھانے والے ہیں انکو بھی بمجبوری اپنی قوم کا ساتھ دینا پڑیگا۔ پھر جاہے اُنپر کوئی الزام لگایا جائے۔ ابھی یہ آگ بھڑکی نہیں ہے اسکا لگانا یا بجھانا صرف رزولیوشن کی تشریح پر منحصر ہے۔ اگر اسکی تشریح موافق نہ ہوئی تو یہ آگ نہ دود ہوتا ہے نہ ہوگی۔ (ہیر ہیر) یہ نہ سمجھ لینا کہ نواب وقار الملک اسمیں شریک نہیں۔ گو گورنمنٹ کو یہ خیال ہو۔ لیکن واقعہ کے یہ خلاف ہے اور واقعہ کے لئے کوئی زبان بند نہیں کرسکتا۔ بیشک ہزآنر کو یہ یقین دلایا گیا ہے۔ لیکن اگر ہزآنر اس جلسے ملاقات کرتے تو انہیں معلوم ہوتا۔ کہ قوم کے خیالات کیا ہیں۔ قوم کے خیالات ان لوگوں سے نہیں معلوم ہوسکتے جنکو

علم الفقہ
سے اس رسالہ میں فقہ و مسائل کی تعلیم
سلسلہ وار شروع ہے اور عام
فہم اردو زبان میں
جو علماء خلاصۃ الفقہ
فتح القدیر
بحر الرائق
ہدایہ
عالمگیری
البحر الرائق
غنیۃ المستملی
طحطاوی
مراقی الفلاح
فتاویٰ قاضیخان وغیرہ
سے تالیف کیا گیا ہے
اول جلد
قیمت صرف ۴ عہ
المشتہر

آرزو ہے کسی خطاب یا عزت ملنے کی یا کسیکا ڈر ہے یا جو لحاظ دولت فائق ہیں بلکہ یہ اُن لوگوں سے معلوم ہوتے ہیں جو تعلیم یافتہ ہیں۔ اور ہز آکثریت تک اُنہیں کی باتیں سُننے کا موقع ملا ہے جو ہمارے مخالف ہیں۔ حقیقت میں قوم کے دلوں میں درد ہے اور وہ لوگ جو ظاہر میں ہمارے خلاف ہیں اُنکی خانگی گفتگو سے مجھکو معلوم ہوا۔ کہ وہ ہمسے زیادہ شکر تمند ہیں۔ آخر میں ہم گورنمنٹ کی ترحم کے خواہاں ہیں اور چاہتے ہیں کہ رزولیوشن کی تشریح کر دیجائے بس اک نگاہ پہ ٹھہرا ہے فیصلہ لکھا

رزولیوشن جو اردو ڈلیفینس ایسوسی ایشن کے جلسہ میں پیش ہوکر اکثر باتفاق کل اور بعض بکثرت رائے پاس ہوئے۔

اجلاس اول ۱۳ مجمع کی یہ ہرگز رائے نہیں ہے

کہ سرانٹی میکڈانل صاحب بہادر نے رزولیوشن مورخہ ۱۸۔ اپریل ۱۹۰۰ء درباره نقاذ ناگری عمداً کسی فریق کیطرفداری یا کسی نامنصفانہ کارروائی سے دانستہ اہل اسلام کو ضرر پہونچانے کی نیت سے پاس کیا ہے۔ بلکہ جیسا صاحب ممدوح کے بیان سے ظاہر ہوا انکا رزولیوشن صرف کثرت اہالیان ممالک مغربی وشمالی واودہ کے فائدہ کی غرض پر مبنی ہے۔ گویہ جلسہ ہز آنر کی رائے سے مخالف ہیں۔ حقیقت میں قوم کے دلوں میں درد ہے اور وہ لوگ جو ظاہر میں ہمارے خلاف ہیں اُنکی خانگی گفتگو سے مجھکو معلوم ہوا۔ کہ وہ ہمسے زیادہ شکر تمند ہیں۔ آخر میں ہم گورنمنٹ کی ترحم کے خواہاں ہیں اور چاہتے ہیں کہ رزولیوشن کی تشریح کر دیجائے بس اک نگاہ پہ ٹھہرا ہے فیصلہ لکھا

رزولیوشن جو اردو ڈلیفینس ایسوسی ایشن کے جلسہ میں پیش ہوکر اکثر باتفاق کل اور بعض بکثرت رائے پاس ہوئے۔

اجلاس اول ۱۳ مجمع کی یہ ہرگز رائے نہیں ہے

کہ سرانٹی میکڈانل صاحب بہادر نے رزولیوشن مورخہ ۱۸۔ اپریل ۱۹۰۰ء درباره نقاذ ناگری عمداً کسی فریق کیطرفداری یا کسی نامنصفانہ کارروائی سے دانستہ اہل اسلام کو ضرر پہونچانے کی نیت سے پاس کیا ہے۔ بلکہ جیسا صاحب ممدوح کے بیان سے ظاہر ہوا اونکا رزولیوشن صرف کثرت اہالیان ممالک مغربی وشمالی واودہ کے فائدہ کی غرض پر مبنی ہے۔ گویہ جلسہ ہز آنر کی رائے سے مخالف ہیں۔ حقیقت میں قوم کے دلوں میں درد ہے اور وہ لوگ جو ظاہر میں ہمارے خلاف ہیں اُنکی خانگی گفتگو سے مجھکو معلوم ہوا۔ کہ وہ ہمسے زیادہ شکر تمند ہیں۔ آخر میں ہم گورنمنٹ کی ترحم کے خواہاں ہیں اور چاہتے ہیں کہ رزولیوشن کی تشریح کر دیجائے بس اک نگاہ پہ ٹھہرا ہے فیصلہ لکھا

۱۔ یہ قرار پایا کہ ناگری حروف کے استعمال کی عام وبلا قید اجازت دینے سے رعایا کے کسی گروہ کثیر کو زیادہ سہولت نہیں ہوتی ہے۔ جس منشا پر رزولیوشن مورخہ ۱۸۔ اپریل مبنی ہے۔ بلکہ بجاے سہولت کے دقت پیدا ہوتی ہے۔

محرک پنڈت کدارناتھ صاحب بنارس۔ مؤید مسٹر سیمین صاحب وکیل الہ آباد و مولوی سید حسین صاحب ضیام آباد

۳۔ یہ قرار پایا کہ اردو رسم خط کہ جو غلطی سے فارسی خط سے تعبیر کیا گیا ہے مخصوص زبان اردو کے لئے موضوع ہے۔ اور علاوہ مسلمانوں کے دیگر اقوام کے لوگ بھی کثرت سے اسکی خوگر ہیں اور اس سے مانوس ہیں اور وہ رسم خط کسی نہج سے عملی طور پر ناقص اور ضرر رسان اور تکلف نہیں ثابت ہوا کہ جس سے اسکی تبدیلی کی حاجت ہو۔

محرک شیخ محمد عباس صاحب مینائی فیض آباد مؤید نواب فتح نواز جنگ بہادر۔

۴۔ یہ قرار پایا۔ کہ ناگری حروف کے عام اور بلا قید استعمال کی اجازت سے خلط ملط و پیچیدگی یقیناً پیدا ہوگی جس سے ان دو قسموں کے حروف میں سے ایک کے ممنوع کرنیکی ضرورت ہوگی۔ اور جو وجوہ اسوقت باعث اجازت حروف ناگری سمجھی گئی ہیں وہی وجوہ حروف اردو کے باعث ممانعت ہو جائینگی۔

محرک نواب وقار الملک مولوی مشتاق حسین صاحب نصار جنگ امروہہ مؤید سید حسین ضیا۔

۵۔ قرار پایا کہ ناگری حروف کے استعمال کی اجازت سے زبان اردو کو سخت ضرر پہونچیگا۔ جو کہ مشترک زبان ہندوستان کی ہے اور جسکو ضرر پہونچانیکا منشاء ہرگز گورنمنٹ کا نہیں ہے اور نہ کسی طرح مناسب ہے۔

محرک منشی بشیر الدین صاحب اڈیٹر البشیر اٹاوہ مؤید پنڈت امرناتھ صاحب الہ آباد و منشی احمد حسین صاحب۔

اجلاس دوم۔ ۶۔ قرار پایا کہ تمام شمالی ہندوستان کا علم ادب خصوصاً اور کل ہندوستان کا عموماً زبان اردو ہی میں محفوظ ہے اور گورنمنٹ نے مسلسل طور پر اس علم ادب کی سرپرستی کی ہے اور اسنے بھی گورنمنٹ اور رعایا کو ایکدوسری کی منشا سے باخبر رکھنے کی کماحقہ خدمت ادا کی ہے۔ لہذا ان صوبجات میں جو مرکز اردو علم ادب کا ہے اس قدیم علم ادب کی حفاظت کرنا اور اسکو برابر تقویت و ترقی دیتے رہنا گورنمنٹ کا فرض ہے۔ مولوی عبد الحلیم صاحب شرر نے تحریک فرمائی اور پنڈت کدارناتھ صاحب بی۔ اے وکیل بنارس نے

۷۔ گورنمنٹ نے جو خیال کیا ہے کہ ان ممالک میں اردو کے سوا کوئی ہندی زبان بھی ہے جو بولی جاتی ہے اسمیں غلط فہمی ہوئی ہے جس زبان کو گورنمنٹ نے ہندی تصور کیا ہے وہ بھی اردو ہی ہے۔ شیخ عبد اللہ صاحب بی۔ ای۔ ایل ایل بی نے تحریک فرمائی اور شیخ عبد القادر صاحب بی۔ اے اڈیٹر پنجاب آبزرور و شیخ محمد عباس صاحب مینائی نے فیض آباد تائید فرمائی

۸۔ قرار پایا کہ جو نتیجہ گورنمنٹ نے شمار کنندوں کی تعداد کے لحاظ سے اخذ کیا ہے وہ ممالک مغربی شمالی کی حالت سے عموماً اور اودھ کی حالت سے خصوصاً خلاف ہے۔ پنڈت کدارناتھ صاحب بی۔ اے وکیل بنارس نے تحریک اور سید ظہور احمد صاحب بی اے۔ ایل ایل۔ بی وکیل لکھنو و مرزا سمیع اللہ بیگ صاحب بی۔ اے ایل ایل۔ بی وکیل لکھنو نے تائید فرمائی۔

۹۔ قرار پایا کہ مسودہ عرضداشت جو حضور لفٹنٹ گورنر صاحب بہادر کی خدمت میں پیش ہونیکو مرتب ہو چکا ہے اور جسکے مضامین اوقت ہمنے سُن لئے ہیں منظور ہے اور معہ پمفلٹ مرتب کردہ اردو ڈلیفنس ایسوسی ایشن الہ آباد گورنمنٹ میں ذریعہ ڈپوٹیشن حسب قاعدہ بھیجا جاوے۔ محرک سید کرامت حسین صاحب بیرسٹرایٹ لا۔ مؤید شیخ عبد اللہ صاحب۔ نواب وقار الملک بہادر۔

۱۰۔ قرار پایا کہ ڈپوٹیشن جو عرضداشت لیجاویگی۔ اسکی بھی اجازت ملنے کی درخواست سکرٹری جلسہ گورنمنٹ محرک سید کرامت حسین صاحب بیرسٹرایٹ لا۔ مؤید صاحبزادہ آفتاب احمد خاں صاحب بیرسٹرایٹ لا۔

۱۱۔ قرار پایا کہ ایک مستقل انجمن تمام ممالک مغربی وشمالی واودہ کی حمایت اردو کے لئے قائم ہو۔ اوس انجمن کو جملہ اختیارات واسطے حمایت اردو اور جمع کرنے ضروری سرمایہ اور بنانے قواعد کے دیجاویں۔

محرک نواب وقار الملک بہادر مؤید صاحبزادہ آفتاب احمد خاں بیرسٹرایٹ لا۔ و نواب فتح نواز جنگ صاحب بہادر۔

(مرتبہ۔ دستخط مرقومہ سید فضل الحسن صاحب موہانی)

محاربہ چین

کے تازہ حالات ناظرین کو تار کے کالموں سے معلوم ہو جائینگے۔ پیکن میں متفقہ افواج داخل ہو گئی ہیں۔ اور اب غالباً باہم مصالحت ہو جائیگی۔ چند معرکوں سے وکیل کے اس ریمارک کی کافی تصدیق ہو گئی کہ چینیوں کی نسبت بزدلی کا الزام بالکل غلط تھا۔ کمی صرف عمدہ اسلحہ اور قابل افسروں کی تھی۔ جن نقصوں کی اصلاح چینیوں نے چپکے چپکے گذشتہ چار پانچ برسوں میں کافی سے بڑھکر کرلی اور وہ اب اتقابل ہو گئے کہ دنیا کی چیدہ ترین افواج کا حیرت انگیز ثابت قدمی سے مقابلہ ہی نہیں کیا بلکہ ان افواج کو عموماً چینیوں سے کم نقصان نہیں اٹھانا پڑا۔ شروع اگست میں بمقام پٹ سانگ تین دن جانگداز معرکہ آرائی ہوئی۔ اسکے بعد چینی پسپا تو ہو گئے مگر کامل باقاعدگی سے۔ اونکے ۱۵ سو آدمی ضائع ہوئے۔ اور متفقہ افواج میں سے صرف روسی دستہ کے پانسو اور انگریزی دستہ کے ۶۵۔ جاپانی۔ جرمن اور امریکن دستوں کے نقصان کی مقدار بہت بڑی بتائی جاتی ہے۔ اس سے قیاس ہوتا ہے کہ ان دستوں میں سے ہر ایک سے روسی دستہ کی نسبت زیادہ آدمی ضائع ہوئے ہونگے۔ چینیوں کے عزم بالجزم تجربہ افزا قوت رازداری۔ اور جوش حب الوطنی کا اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ فقورہ سے لیکر رعایا کی ادنی ترین طبقہ تک کروروں آدمی اجنبیوں کے مخالف سازش کرنے میں شامل تھے۔ لیکن مہذب اقوام کے خبر رسانوں اور جاسوسوں کو اسکی موجودگی کا وہم تک نگذرا۔ نہ اسکی نسبت خفیف ترین علم تک ہو سکا۔ البتہ روس کی نسبت یہ شک مضبوط ہوتا جاتا ہے کہ اُسے سازش مذکور اور اہالی مغرب کے برخلاف چینیوں کی تیاری کا علم تھا۔ چنانچہ جولائی کے تیسری ہفتہ میں عفرار کی ہلاکت کی خبر پہونچنے پر جسے اوسوقت بالکل یقینی سمجھا گیا تھا جبکہ باقی کل یورپ میں عام جوش انتقام و غضب پھیل گیا۔ ایک نیم سرکاری روسی خبار نے صاف صاف لکھدیا کہ روس چند سو یورپین جانوں کو پیکن سے چھڑانے کی خاطر جاپان کو چین میں من مانی کارروائی ہرگز اجازت نہیں دیسکتا تھا۔ اس سے چین میں روس اور جرمن اقتدار بالکل کم ہو جاتا۔ اس جوش انتقام کے ساتھ ہی یورپ والوں کی آنکھیں بھی کھل گئیں اور اُنکو تیر ہاتھ سے نکل جانے کے بعد معلوم ہوا کہ چین کو بالکل مردہ و بے سکت سمجھنے میں اونسے سخت غلطی کھائی۔ اور کہ جنگ چین و جاپان سے جو نتیجہ نکالے گئے تھے۔ وہ غلط تھے۔ لارڈ کرزن اس جنگ کے آغاز میں ٹائمز کے نامہ نگار ہو کر چین کیطرف گئے تھے اور وہاں سے لکھا تھا۔ کہ چین کی جانداری اور استحکام و ناقابل تسخیر طاقت مدافعت میں شک کرنا ٹھیک نہیں۔ اسوقت ان مضامین کو تسخر میں اڑا دیا گیا تھا۔ لیکن اب کل یورپ ہماری موجودہ وایسرائے کی قوت مشاہدہ و اصابت رائے کا قائل ہو گیا ہے۔ چینیوں نے جنگ کے بعد بیشمار جدید اسلحہ خرید کر جرمن روسی اور جاپانی افسروں سے اپنی افواج کی تربیت کا کام لینا شروع کر دیا۔ اور جنگی معاملات سے اُنکو اسقدر شوق پیدا ہو گیا کہ وہ جنگ ٹرانسوال کے حالات بڑے غور اور کمال دلچسپی سے سنتے رہتے۔ اور بعض کا خیال ہے کہ اس جنگ کی وجہ سے

مراسلات

جناب مولوی محبوب عالم صاحب کی تیسری چٹھی دربارہ سیاحت

یورپ نمائش پیرس

پہنے پچھلے خط میں وعدہ کیا تہا کہ آئندہ خط میں پیرس کی عالمگیر نمائشگاہ کے کچھہ حالات لکھونگا لیکن میں حیران ہوں کہ اس مجموعہ عجائبات کا کیا حال ایک دو خطوط میں لکھہ سکتا ہوں۔ آج مجھے نمائشگاہ میں ہر روز جاتے اور آٹھہ آٹھہ دس دس گھنٹے دیکھتے گیارہ بارہ روز ہو گئے ہیں۔ لیکن جب میں غور کرتا ہوں تو معلوم ہوتا ہے کہ ابھی بہت تہوڑا حصہ نمائش کا دیکھا ہے۔ اور بہت کچھہ دیکھنا باقی ہے۔ اور جو کچھہ کہ دیکھا بھی ہے وہ بھی سرسری اسلئے میری خیال میں اگر کوئی شخص اس دنیا کی سب سے بڑی نمائشگاہ کو کما حقہ دیکھنا چاہے تو اُسکو چھہ ماہ یا کم از کم ۳ ماہ دیکھنے میں لگانے چاہئیں۔ ورنہ یوں تو بعض ممالک یورپ کے لوگ یہاں ایک ہفتہ اور تین دن کے لئے بھی آتے ہیں۔ اور چاروناچار نمائشگاہ میں چکر لگا۔ کہیں کہیں تماشے دیکھہ اور کہا پی کر چل دیتے ہیں اور دل کو اطمینان دے لیتے ہیں کہ انہوں نے پیرس کی سب سے بڑی اور سب سے آخری نمائشگاہ دیکھہ لی بلکہ انگلستان کی بعض ٹورسٹ کمپنیوں نے غیر مستطیع اور مصروف لوگوں کے لئے یہ انتظام کیا ہے کہ ہفتہ کی دوپہر کو انگلستان سے روانہ ہو کر اتوار کو نمائش پیرس دیکھہ۔ اتوار کی شام کو لندن کو روانہ ہو جائیں۔ جو لوگ اور کسی طرح نمائش دیکھنے سے بالکل محروم رہجاتے ہیں۔ اُنکے لئے یہی اچھا طریق ہے۔ بایں ہمہ میں اہل یورپ کے شوق دید نمائش کی تعریف کرنے پر مجبور ہوں۔ ہر روز یورپ کے ہر ملک اور امریکہ کے اکثر حصوں کے ہزاروں بلکہ لاکھوں لوگ نمائش دیکھنے کے شوق میں سرست صبح سے شام تک نمائش کی مختلف عالیشان عمارات میں پھر رہے ہیں۔ ایسی ایسی نازک اندام لیڈیاں جو دو قدم پیدل راستہ چلنا گوارا نہ کریں گھنٹوں نمائشگاہ میں پیدل پھر رہی ہیں تھک جاتی ہیں تو تہوڑی دیر ستانے کو بیٹھہ جاتی ہیں۔ کیونکہ نمائشگاہ میں جا بجا عمارات کے اندر اور باہر کرسیاں بنچیں اور کاؤچ پڑی ہوئی ہیں جنپر تھکے ہوئے شائقین بیٹھکر دم لے لیتے ہیں۔ نمائشگاہ کے احاطے کے اندر کوئی گاڑی نہیں داخل ہو سکتی۔ اسلئے ایک قسم کی بیٹری موبیلیٹی گاڑیاں جیسی کہ ہسپتالوں میں مریضوں کے پھرانے کیواسطے استعمال کیجاتی ہیں۔ بہت سے مزدور لئے پھرتے ہیں۔ اور انپر بعض تھکی ہوئی لیڈیاں اور جنٹلمین کچھہ مزدوری دیکر بیٹھہ جاتے ہیں اور مزدور انہیں جا بجا کمروں کے اندر اور باہر لئے پھرتے ہیں +

یوں کہنے کو تو نمائشگاہ پیرس صرف (۲۶۷) ایکڑ اراضی میں محدود ہے؛ لیکن صرف دیکھنے ہی سے معلوم ہو سکتا ہے کہ یہ جگہ بہت بڑی ہے۔ جبکہ اس میں تین تین چار چار منزل کی اکثر عمارات اشیائے نمائش کے لئے تعمیر کی گئی ہیں۔ یہ دریائے سین کے دونوں طرف شہر پیرس کے درمیان واقع ہے۔ اسپلاناڈ یہ فولیڈ۔ شانڈامار اور ٹراکوڈیرو نامی تین مقامات میں اور دریائے سین کے کنارو نپر پھیلی ہوئی ہے۔ چونکہ شہر کے اندر ایک جگہ اتنی بڑی نہیں مل سکتی تہی۔ اس نمایش کو تین چار مختلف مقامات پر پھیلا دیا ہے۔ اور سب کو آپس میں ملا دیا ہے۔ ایسے طور پر کہ کہیں کہیں شہر کی سڑکیں نمائشگاہ کے بیچ سے گذر جاتی ہیں۔ لیکن نمائشگاہ والوں کے لئے لکڑی کے پل اوپر سے گذرنیکے لئے بنا دئے گئے ہیں۔ اور دوسرے لوگوں کو اندر آنے سے روکنے کے لئے لکڑی کا پردہ لگا دیا گیا ہے۔ ہر شخص ہر روز ایک فرانک (قریب سوا دس آنہ) کا ٹکٹ لیکر نمائش کے اندر داخل ہو سکتا ہے۔ البتہ صبح آٹھہ سے دس بجے تک اور شام کو ۶ سے دس بجے تک نمائشگاہ میں داخل ہونے کے لئے فرانک فرانک کے دو ٹکٹ لینے پڑتے ہیں۔ یہ ٹکٹ گو نام کو ایک فرانک کے ہیں۔ لیکن دراصل آدھہ آدھہ فرانک کو بکتے ہیں۔ نمائشگاہ کے باہر سینکڑوں غریب مرد اور عورتیں ہاتھوں میں ٹکٹ لئے ہوئے آنے جانے والے آدمیوں کے سامنے لاتے ہیں۔ اور جو خریدنا چاہتے ہیں خرید لیتے ہیں۔ ان ٹکٹوں سے بہت بڑی آمدنی نمائش کرنیوالوں کو ہو گی۔ تاہم خیال ہے کہ بمقابلہ اُنکے خرچ اور محنت کے خسارہ رہیگا۔ کیونکہ نمائش بہت بڑی بنائی گئی ہے۔ نمائشگاہ کے داخلہ کے کئی دروازے ہیں۔ جو لوگ یہ ٹکٹ دیکر نمائش کے احاطے کے اندر داخل ہو جاتے ہیں۔ وہ نمائشگاہ کے سارے مکانات اور اشیائے نمائش کے دیکھنے کا حق رکھتے ہیں۔ لیکن جو مکانات عجیب اور قابل دید تماشے پرائیویٹ لوگوں نے نمائش کے اندر قائم کئے ہیں اُنکے لئے الگ الگ ٹکٹ فرانک یا دو فرانک یا اس سے کم و بیش قیمت کے لینے پڑتے ہیں۔ مثلاً اگر تم کوئی پانوراما یا ڈایوراما دیکھنا چاہو۔ یا سب سے بڑی دوربین دیکھو یا زیر زمین کان میں جاؤ۔ یا ایفل ٹاور پر چڑہو۔ تو تمہیں الگ الگ داخلہ کا ٹکٹ لینے ہونگے۔ یہ لوگ بھی لاکھوں روپیہ کماتے ہیں۔ لیکن مجھے ایک اطالین جنٹلمین نے (کہ جسکی ایک ایسی نمایش میں شراکت ہے) بتلایا کہ اکثر نمائش کرنے والے خسارہ اُٹھا رہے ہیں۔ سوائے معدودے چند کیونکہ جسقدر لوگوں کو شریک نمائش ہونیکی توقع تہی اُسقدر نہیں ہوئے۔ خصوصاً انگلستان سے بہت کم لوگ آئے ہیں۔ شاید اس لئے کہ بوجہ اخراجات جنگ ٹرنسوال کئی لوگ زیادہ خرچ نہیں کر سکتے۔ شاید اس لئے کہ بہت سے لوگ جنوبی افریقہ کو گئے ہوئے ہیں۔ شاید اس لئے کہ بہت سے لوگ افریقہ میں عزیزوں کے مارے جانیکی وجہ سے ماتم میں ہیں لیکن بقول "چور کی داڑہی میں تنکا"، فرانسیسی سمجھتے ہیں کہ چونکہ فرانسیسی اخبارات نے جنگ ٹرانسوال کے متعلق انگلستان کے خلاف تحریرات شائع کی ہیں۔ اسلئے اہل انگلستان خفا ہیں اور بہت کم نمائش میں شریک ہوئے ہیں۔ یہی حال انگلستان کی اشیائے نمایش کا ہے۔ گو جا بجا انگلستان کی ساختہ چیزیں اور کلیں نمایش کی گئی۔ اور کئی یورپ کے ملکوں سے اچھی ہیں۔ لیکن انگلستان کے اول درجے کی سلطنت ہونیکی وجہ سے اُس سے اس سے بہت زیادہ شرکت کرنے کی توقع کیجاتی ہے۔ اسوقت مختلف مقامات نمائش کو دیکھکر جو میں اندازہ اسباب نمائش کے متعلق لگا سکا ہوں اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ فرانس کی اشیائے صنعت و حرفت اور کلیں وغیرہ زیادہ ہیں۔ اور یہ قدرتی بات ہے کہ فرانس کی چیزیں زیادہ ہونی چاہئے تھیں۔ اسکے بعد دوسرا درجہ جرمنی کا ہے۔ جرمنی نے ہر بات میں بڑھکر قدم مارا ہے۔ مکانات تک نرالے ڈھنگ کے بنائے ہیں۔ نمائش میں چیزیں بھی عمدہ اور زیادہ رکھی ہیں۔ اسکے بعد تیسرا درجہ اضلاع متحدہ امریکہ کا ہے۔ پھر آسٹریا ہنگری انگلستان۔ اٹلی۔ روس۔ جاپان۔ بلجیم۔ ہالینڈ۔ سوئٹزرلینڈ۔ پرتگال و یونان وغیرہ کا ہے یہ بات نہایت دلچسپی ہے کہ جاپان نے اس نمائش میں اکثر شعبوں میں خاصا حصہ لیا ہے۔ یہ پہلی دفعہ ہے کہ ایک ایشیائی قوم یورپین اقوام کے پہلو بہ پہلو اپنی صنعت و حرفت کی اشیا کا مقابلہ کرتی ہے۔ افسوس ہے کہ سلطنت ٹرکی باوجود یورپ میں واقع ہونیکے اشیائے نمایش میں کوئی حصہ نہیں لے سکتی۔ البتہ اقوام کے مکانات کی قطار میں سلطنت عثمانیہ کا ایک عالیشان مکان مسلمانی طرز تعمیر کا بنا ہوا ہے۔ مجھے امید تہی کہ اس میں ضرور کچھہ ٹرکی ساخت کی چیزیں اور کچھہ مسلمانوں کی صورتیں ملینگی۔ لیکن دونوں امیدوں میں مایوسی ہوئی۔ اس مکان کی دو تین منزلوں میں چھوٹے چھوٹے زیورات اور بعض کپڑوں مثل رومال وغیرہ اور قالینوں کے بیچنے کی

ایک پادری کا نیک کام

پادری ای۔ ای۔ پادرساکن ایمپوریا ضلع کان لکھتے ہیں۔ مجھی صفراوی قولنج کا ایکدفعہ سخت دورہ ہوا۔ مینے چمبرلین کی دوائی قولنج و ہیضہ و اسہال Chamberlain's Colic Cholera & Diarrhoea Remedy کی ایک بوتل خریدی اور دو خوراکیں استعمال کیں جنسے مجھے شفا ہو گئی یہی پادری صاحب پھر لکھتے ہیں میرا ایک ہمسایہ جو گلی کی دوسری طرف رہتا تہا درد قولنج ایک ہفتہ تک بیمار رہا اُسنے دو تین بوتلیں ڈاکٹر کے نسخے کی تین چار دن میں استعمال کیں۔ اس سے کچھہ فائدہ نہوا اور ڈاکٹر کو بلایا۔ جب اُسکے علاج سے بھی چند دنوں کچھہ افاقہ نہوا۔ تو اُسے جوابدیدیا۔ دوسری صبح اسے دیکھنے گیا تو اُسنے کہا۔ کہ انتڑیوں کی پیچش سے میری حالت سخت نازک اور تکلیف دہ ہو رہی ہے۔ خون کے مروڑ ہر وقت جاری ہیں۔ میں نے اس سے پوچھا کہ تم نے چمبرلین کی دوائی قولنج و ہیضہ و اسہال سے بھی استعمال کی ہے۔ اُسنے جواب دیا۔ کہ نہیں۔ یہ سنکر میں گھر سے اپنی بوتل لے گیا۔ اور اپنے ہاتھہ سے ایک خوراک دی اور کہا کہ اگر اس سے افاقہ نہو تو پندرہ بیس منٹ کے بعد دوسری خوراک پینا۔ لیکن اُسے پھر دوائی پینے کی ضرورت نہ پڑی ایک ہی خوراک سے بالکل چنگا بھلا ہو گیا۔

یہ دوائی شیخ فیروزالدین سوداگر ادویات انگریزی ہال بازار امرتسر سے مل سکتی ہے

+ کھیل کود اور ورزش اور ریلوے کا سامان وغیرہ بڑی چیزوں کی نمایش شہر کے قریب ایک کھلے میدان میں کی گئی ہے۔ جو اس سے علیحدہ ہے۔ محبوب عالم۔

اراکین سرور ق

بقیہ حضرت عرضی اللہ عنہ
کی مفصل سوانح عمری
شمس العلماء مولانا شبلی
ثقہ نامی کی جاں دیدہ دلاز کی جن
سے تحقیق و تفحص
بیان طرز تحریر سے تحصیل
کی نسبت کچھ کہنا بیجا
حاصل ہے۔ اس کتاب کے
لائق مصنف ہیں۔ دو حصے
مشتمل ہیں۔ حصہ اول
صاحب حصہ دوم مولانا
حضرت فاروق رضی اللہ عنہ
کی خلافت کی صورت
عدیم النظیر سے ہوئی اس
تھی عرصہ سے ہوئی تھی
کی اشاعت عمل میں آئی
چشم ہے ہوئے
عدیل وہ
سکتے
سرکاری
دوسری
گزٹ
المشتہر
منیجر اخبار وکیل

ترکوں کی یہ بے پروائی دیکھکر افسوس ہوا۔ یہ شخص محمد جنید شاہ آٹھ دس سال انگلستان میں طبابت چشم کرچکا ہی اور اسکی بیوی یہی انگریز ہی۔ اس سے مینے ترکوں کی اس بے اعتنائی کی وجہ پوچھی اُس نے کہا ترک سمجھتے ہیں کہ وہ یورپ میں آکر بیدین ہوجاتے ہیں۔ اس لئے وہ گھر میں ہی رہنا پسند کرتے ہیں مجھے خیال ہوا کہ ابتدائے اسلام میں تو مسلمان چین ہندوستان اور ہسپانیہ تک جاکر بیدین نہیں ہوتے تھے جبکہ راستہ سالوں میں طی ہوتا تھا۔ اور جبکہ راستہ دنوں میں طی ہوسکتا ہی۔ اور ترک خاص یورپ میں رہتے ہیں قسطنطنیہ سے پیرس تک صرف دو شب و روز صرف ہوتے ہیں۔ لیکن وہ بیدین ہوجانے کے ڈر سے گھر سے باہر نہیں نکلتے۔ دوسری طرف کمبخت جاپانی ہزار ہا میل گھر سے دور سینکڑوں پیرس میں ملتے ہیں۔ اور یورپ اور امریکہ کے ہر بڑے شہر میں کسب فن اور تحصیل تعلیم کے لئے جاتے ہیں۔ اگر اسی نامردی اور بے شرمی کا نام اسلام ہی تو میرا اسکو سلام ہے ؎ گر مسلمانی ہمین است کہ واعظ دارد + وائے گر از پس امروز بود فردائے

مال حرام در شوت و غیبت ربا و کبر + ایں جملہ شد حلال۔ مگر مے حرام شد + ترکی کے مکان سے یا وس ہو مجھے خیال ہوا کہ مصر اور الجیریا اور ٹیونس اور طرابلس کے مکانات بھی تو نمائش میں ہیں وہاں مسلمان ضرور ملینگے۔ مینے ہر جگہ جاکر دیکھا کہ یہودی اور صرف یہودی ہر مکان میں اُن ممالک کی اشیاء کی دوکانیں کر رہے ہیں انہوں نے ترکی ٹوپیاں اور مصری۔ عربی۔ الجیری اور مراقشی جُبّے اور عمامے پہنے ہوئے ہیں۔ اور صرف اپنے لباس کی بدولت یورپ میں روٹیاں کما رہے ہیں۔ الجیری مکان نمائش میں مجھے دو تین مسلمان محافظ نمائش ملے اور ٹیونس یعنی طنجہ کے مکان میں صرف باورچی مسلمان تھے۔ البتہ انکی یہاں ہر روز شام کا کھانا کھاتا ہوں اور اس سے مجھے بڑا آرام ملا ہی۔ بعض یہودی عورتیں بالکل گوری چٹی اور حسین ہوتی ہیں۔ اور یہ کمبخت عربی اور مسلمانی عورتوں کا لباس پہنکر ترکی۔ مصر۔ ٹیونس اور مراقش چاروں مقامات کے تھیٹروں میں ناچتی ہیں۔ ہندوستان کی رنڈیوں کا ناچ انکے مقابلہ میں نہایت شریفانہ اور مہذبانہ ہی۔ یہودیوں کا لباس اور ناچ خاصا فحش ہوتا ہی اور اہل یورپ تماشبین سمجھتے ہیں کہ محمڈن عورتوں کا ناچ اور تماشا دیکھ رہے ہیں مجھے یہ باتیں دیکھکر افسوس ہوا لیکن اسکی تلافی اور کسی طرح سے نہیں ہوسکتی کہ ہزارہا مسلمان یورپ میں آئیں اور اپنے کھرے چال چلن اور لیاقت سے اپنا سکہ ان ممالک میں جمادیں۔ اسوقت روئے زمین پر کم از کم حساب سے ۸ کروڑ سے زیادہ مسلمان آباد ہیں۔ جو دنیا کی آبادی کا آٹھواں حصہ ہیں۔ بقول دیگرے ۳۶ کروڑ سے کم مسلمان دنیا میں آباد نہیں۔ جو دنیا میں ہر چوتھا شخص شمار ہوسکتے ہیں مگر یہاں مجھے تلاش سے صرف چند شخص انگلیوں پر گننے کے لائق نظر آئے۔ اور وہ بھی بجز ایک استثناء کے نہ شوق دید نمائش سے آئے ہیں اور نہ اسباب نمایش لائے ہیں۔ بلکہ معمولی اور ادنی خدمات پر ملازم ہوکر آئے ہیں +

یہ تو مسلمانوں کا حال تہا۔ عام طور پر اہل ہند کا قصہ سُنئے۔ ہندوستانی ہندو یا مسلمان یہاں عنقا ہیں البتہ لکھنؤ اور الہ آباد کے دو چار ہندو وکیلوں کا بھلا ہو کہ انہوں نے اپنے یہاں کے تماشے اور کرتب یورپ میں دکھلانیکے لئے ایک کمپنی بنائی اور ساتھ کس ہندوستانی ہندو مسلمان ملازم رکھکر ساتھ لائے۔ انمیں ہندوستان کے پہلوانوں کا فخر غلام پہلوان امرتسری اور اُسکا بھائی گلو بھی مع چار دوسرے لاہور اور امرتسر کے پہلوانوں کے ہیں۔ ایک رنڈی اور کچھ بھانڈ۔ ایک رنڈی اودے کی ہی۔ اضلاع مغربی و شمالی کے کئی سارنگی۔ ستار وغیرہ بجانیوالے۔ دو بہان متی۔ ایک بنگالی لٹو گھمانیکا کرتب کرنیوالا۔ کچھ جمناسٹک والے۔ ایک دہلی کا مصور نذیر حسین۔ ایک سپیرا۔ ایک کپڑا کھانیوالا۔ ایک حلوائی۔ ایک سات فیٹ لمبا آدمی۔ دو مٹی کے کھلونے بنانیوالے۔ اور کیا جانے کس کس کرتب والے ہیں۔ غلام پہلوان کے مقابلہ کے لئے پہلے خیال تہا کہ انگلستان کا نامور پہلوان سینڈو نامی نکلیگا۔ لیکن وہ اس قسم کی کشتی کرنے سے ہچکچاتا ہی کہ جسکا ہندوستان میں رواج ہی وہ بوجھ بہت اُٹھا سکتا ہی لیکن کشتی نہیں کرتا۔ اب ایک ترک پہلوان کے آنے کی امید ہے افسوس ہی کہ پورے تین ماہ یہ لوگ بیکار رہے ہیں۔ پہلے اس کمپنی میں کچھ فرانس کے لوگ بھی شریک تھے۔ جو کسی وجہ سے الگ ہوگئے۔ مقدمہ بازیاں ہوئیں۔ آخر بیچارے ہندوستانیوں کے سر پر تمام بوجھ پڑگیا۔ لکھنؤ کے وکیل پنڈت موتی لال۔ جو اسکے بانی ہیں۔ اب کلی کام کے ذمہ دار ہیں۔ صرف پچھلے اتوار کو انکا تھیٹر بنکر تیار ہوا ہی۔ اور انہوں نے دو تین روز سے کام شروع کیا ہی۔ لوگ انکے تماشوں کو پسند کرتے ہیں۔ لیکن آجتک کام نہ شروع کرسکنے سے ان کا سُنا ہی دو اڑہائی لاکھ روپیہ خرچ ہوگیا ہی۔ میں پنڈت موتی لال صاحب اور اُنکے شرکاء کی ہمت کی تعریف کرتا ہوں اور اُنکی کامیابی کا خواہاں ہوں۔ مجھے وہ ہندوستانی بہت پیارے معلوم ہوتے ہیں جو ہندوستان سے باہر جاکر کمائیں اور اگر ہوسکے تو اُسکو ہندوستان میں لاکر کھائیں۔ اہل یورپ کروڑوں روپئے ہندوستان سے کما کر یورپ میں لاتے ہیں سو آئندہ ہندوستان کے سب سے بہتر فرزند وہ ہونگے جو یورپ میں آکر کسی نہ کسی طرح سے محنت مزدوری یا لیاقت سے کمائیں۔ ہر چند کہ میں نے بہت غور کیا ہی ہندوستانیوں کی یورپ میں آکر کمانیکے سب راستے ظاہر اً بند پاتا ہوں۔ تاہم مجھے یقین ہی کہ اگر ہندوستان کے کئی ہونہار نوجوان عزم کرلیں تو وہ یورپ میں آکر اپنے لئے راستے خود کھول سکتے ہیں۔ کیا وہ چینیوں سے بھی گئے گزرے ہوئے۔ اگر اسکا نتیجہ کچھ اور نہ نکلیگا۔ تو اس میں تو شک ہی نہیں کہ ہندوستانی یہاں کی طرح طرح کی مشینوں اور دوسرے کارخانوں سے سینکڑوں ہنر اور فن سیکھ جائینگے اور اپنے ملک میں جاکر اُنہیں رواج دیسکیں گے۔ اب تو یہ وقت ہی کہ اگر کوئی ہندوستانی یورپ سے کوئی مشین بھی خریدتا ہی تو اکثر اوقات اُسکے پُرزے نہ جوڑ سکنے کی وجہ سے مشین کام میں نہیں لاسکتا۔ میں شاید کسی پچھلی چٹھی میں لکھ چکا ہوں کہ ایک جرمن لیڈی نے سُنایا تہا کہ اُنہیں برلن میں نوکرانیوں سے سخت تکلیف ہی۔ اور اگر چند ہندوستانی نوجوان نوکری کے لئے یہاں آجائیں۔ تو اُنہیں ضرور روزگار اچھا مل جائیگا۔ ہر چند کہ انگریز سو سال سے زیادہ سے ہندوستان میں حکومت کرتے ہیں۔ لیکن اُنکے تعلق سے ہندوستانیوں پر یورپ کی اچھی باتوں کا اتنا اثر نہیں پڑا۔ جتنا کہ دو ہزار ہندوستانیوں کے دو تین سال یورپ و امریکہ میں رہکر واپس جانیسے پڑسکتا ہی۔ لیکن شرط یہ ہی کہ یہ ہندوستانی کچھ لکھے پڑھے ضرور ہوں۔ یہاں تو میں نے دیکھا ہی کہ صرف گھوڑے اور بیل اور کتے تو پڑھے ہوئے نہیں ہیں۔ باقی اللہ کی سب مخلوقات خواندہ ہی۔ بعض اوقات کسی میلے کپڑوں والے یا غریب شخص کی طرف دیکھکر گمان ہوتا ہی کہ وہ پڑھا ہوا نہیں ہی۔ لیکن وہ کم و بیش خواندہ نکلتا ہی +

مینے وائٹ برلن اور نیز اس نمائشگاہ میں بھی اس امر کو مدنظر رکھا ہی کہ معلوم کروں کہ کونسے پیشہ ایسے مفید اور کارآمد ہیں کہ جنکو ہندوستان میں غریب اور معمولی استطاعت کے لوگ کرسکیں انشاء اللہ کسی دوسرے موقعہ پر انکی فہرست یا اجمالی کیفیت لکھونگا۔ لیکن بشرط زندگی ہندوستان میں پہنچکر۔ کل مینے نمائشگاہ میں ایک امریکہ کے میوجات "دو پریزرو" (Preserves) کرنے والے جنٹلمین سے ملاقات کی۔ اور اُس سے کچھ میوجات کو سڑنے سے محفوظ رکھنے کا حال معلوم کیا۔ افسوس ہی کہ یہ لوگ بھی غیر لوگوں کو جھٹ پٹ ایسی کام کی باتیں بتلا دینے میں تامل کرتے ہیں۔ لیکن اگر ہندوستانی کم و بیش تنخواہ

جون اور جولائی کے مہینوں میں ہماری بچے کے دانت نکل رہے تھے جس سے اُسے اسہال جاری ہوگیا تہا۔ اور معدہ میں خرابی پڑگئی ہی۔ دن میں اسی پانچ سو لیکر آٹھ مرتبہ تک اجابت ہوتی۔ ہمارے گھر میں چیمبرلین کی دوائی قولنج وہیضہ و اسہال Chamberlains Colic Cholera & Diarrhoea Remedy. موجود تہی اسمیں سے مینے چار قطری چمچہ بھر پانی میں اُسی پلا دیئے جس سے اُسے فی الفور آرام ہوگیا۔ راقم۔ او۔ پی۔ ایم۔ ہال۔ ڈی یسال ڈیمنگ ضلع انڈیانا۔

یہ دوائی شیخ فیروز الدین سوداگر ادویات انگریزی ہال بازار امرتسر سے مل سکتی ہے

میرا بچہ مرض اسہال سے سخت بیمار ہوگیا۔ ڈاکٹر کے معالجہ سے اُسے کچھ افاقہ نہوا بطور آخری تدبیر کے چیمبرلین کی دوائی واسہال و قولنج Chamberlains Colic Cholera & Diarrhoea Remedy کا استعمال کیا اور اُس سے یک لخت کامل شفا ہوگئی

(راقم جے۔ ایچ۔ وڈکسا۔ ساکن دلمیر ضلع اوریگان

یہ دوائی شیخ فیروز الدین سوداگر ادویات انگریزی ہال بازار امرتسر سے مل سکتی ہے

پر تھوڑا عرصہ انکے کارخانوں میں نوکریاں یعنی مزدوریاں کریں تو وہ سب کچھ معلوم کرسکتے ہیں۔ یورپ کے سرد ملکوں میں میوجات بہت کم پیدا ہوتے ہیں بعض میوے یہ لوگ بڑی مشکل سے شیشہ کے مکانات میں پیدا کرتے ہیں۔ خربزہ جیسی عام چیز کو شیشہ کے چوکھٹوں میں پالتے ہیں۔ اسی سے قیاس ہوسکتا ہے کہ انکے دام یہاں کتنی ہونگے۔ سالم خربزہ خرید کر یہاں کھانیکا رواج نہیں۔ کیونکہ لوگ اتنے دام نہیں دیسکتے۔ اسلئے بعض رسٹارنٹوں میں کھانے سے پہلے ایک پھانک خربوزہ کی بھی دیتے ہیں۔ جسکے دام ۱۲ر یا اسکے قریب قریب لگا لیتے ہیں۔ میں کہتا ہوں یہاں سردے کیوں نہیں بھیجے جاتے۔ شفتالو ڈبو نمیں روئی میں بند ہوکر اٹلی سے دیگر بلاد یورپ میں جاتے ہیں۔ اسلئے ایک ایک شفتالو کی قیمت تین تین چار چار آنے ہے۔ ایسے شفتالو لاہور میں پیسے کے آدہ سیر اور سیر بھر بکتے ہیں۔ میرے لاہور کے دوست جانتے ہیں کہ مجھے شفتالو سے بہت رغبت ہے۔ لیکن یہاں میرے پاس اتنے دام نہیں کہ ہر روز جتنے چاہوں کھایا کروں۔ علاوہ اسکے یہ ایسے اچھے بھی نہیں ہیں۔ آم کا یہاں کے لوگ نام بھی نہیں جانتے۔ پس ہندوستان سے لاکھوں روپیہ سالانہ کی تجارت میوجات کی یورپ سے جاری ہوسکتی ہے۔ یہ لوگ پیسہ والے ہیں اور کھانے پینے پر خوب خرچ کرتے ہیں۔ اگر کوئی صاحب ہندوستان میں میوجات ایک دو ماہ محفوظ رکھنے کی سستی اور سہل ترکیب جانتا ہو تو وہ اپنے ہموطنوں کی فائدے کے لئے مشتہر کردے۔ ورنہ بندہ چند ترکیبیں پیش کریگا۔ جنکی نسبت ابھی مجھے ذاتی تجربہ نہیں ہوا۔ علاوہ ان ہندوستانیوں کے جنکا میں ذکر کرچکا ہوں ایک بنگالی دو تین پارسی۔ ایک مرہٹہ۔ ایک سرحدی پٹھان جو ۱۰ سال سے یورپ میں رہتا ہے (گلاب شاہ نام) اور ایک لاہور کے بابو محمد بخش مجھے یہاں ملے ہیں۔ شاید کوئی بھولا بھٹکا اور یورپین لباس میں ہو +

میں نمایشگاہ پیرس کے حالات سے بہت دور جا پڑا ہوں۔ نمائشگاہ کے کئی گائڈ ملتے ہیں۔ لیکن سب سے اعلیٰ گائڈ وہ آفیشل ہینڈ بک ہے جو سولہ یا اس سے زیادہ جلدوں میں مہتمان نمایش کی جانب سے فرانسیسی زبان میں شائع ہوئی ہے۔ اس میں کل اشیاء کی تفصیل ہے۔ جو نمایش میں رکھی گئی ہیں +

یہ عظیم الشان نمایش میں۔ کے ناظرین کے استفہام کے خیال سے دو حصوں پر تقسیم کرتا ہوں۔ ایک حصہ میں وہ تمام اشیائے صنعت و حرفت و ساختہ ممالک دنیا میں جو بغرض تعلیم جمع کی گئی ہیں۔ اور دوسرے میں تمام دل بہلاؤ کے سامان مثل ایفل ٹاور پر چڑھنے یا غبارہ پر چڑھنے یا زیر زمین جانے یا تھیٹر اور سینوراے وغیرہ دیکھنے کے ہیں۔ دیکھنے کے سوائے ایک بڑا حصہ نمایش میں کھانے پینے کا شامل ہے۔ چپہ چپہ پر بیر شراب۔ دیگر شرابوں۔ قہوہ۔ اور چاء اور لیمونیڈ پینے کی دوکانیں اور کھانیکے رسٹارنٹ ہیں۔ یہ لوگ خوب روپیہ کمارہے ہیں۔ یہاں پانی پینے کا تو رواج ہی نہیں مجھے عجب عجب تجربے اثنائے سفر میں ہوئے ہیں۔ برسلز سے پیرس تک نو گھنٹے ریل کا سفر کیا۔ راستہ میں کئی سٹیشنوں پر پانی پینے کو مانگا۔ صرف بیر کا گلاس پیش کیا گیا جسکو میں استعمال نہ کرسکا۔ یہ لوگ پیتے کھانے اور پینے والے ہیں۔ یہاں کی آب و ہوا میں بھوک بھی زیادہ لگتی ہے۔

نمائشگاہ کی بڑی ترکیب اسطرح ہے کہ پیرس کے مشہور "بولوار" (لمبا اور کشادہ بازار جسکے دونوں طرف سایہ دار درخت ہیں) اور "شانزلائزی (سڑک)۔ کے قریب اور "پلاس ڈالاکونکارد" (دسمبر چوک) کے محاذی نمایش کا بڑا دروازہ ہے۔ جو بہت تکلف سے بنایا گیا ہے۔ اسکے گنبد کے نیچے دو ہزار آدمی کھڑی

نارتھ ویسٹرن ریلوے

اعلان

نارتھ ویسٹرن ریلوے پر شہر فیروزپور کے قریب لائن کی شکستگی سیلابوں کی وجہ سے فیروزپور شہر اور گنڈا سنگھ والا کے درمیان نارتھ ویسٹرن ریلوے لائن کے جابجا شکست ہوجانیکے باعث ہر قسم کی ٹریفک اور آمد و رفت تا اطلاع ثانی ڈون یعنے پائیں کی طرف گنڈا سنگھ والا سے ادھر اور اپ یعنے بطرف بالا شہر فیروزپور سے پری کی جانب روکدی گئی ہے۔

حسب الحکم
سی۔ ایل۔ بسکو
قائم مقام ٹریفک سپرنٹنڈنٹ بہادر

دفتر ٹریفک سپرنٹنڈنٹ صاحب بہادر
لاہور۔ ۲۰ اگست ۱۹۰۶ء

ہوسکتے ہیں۔ یہ ایسی مثلث عمارت ہے۔ جسکے تینوں پہلوؤں میں تین دروازے ہیں اور اٹھاون جنگلے آدمیوں کے اندر گزرنیکے ہیں کہ جنسے ایک گھنٹہ میں ساٹھ ہزار آدمی اندر گزر سکتے ہیں۔ یہ ہزارہا رنگیں برقی لیمپوں سے انکو خود بخود روشن ہوجاتا ہے اور پرتکلف منبت کاری اور بتوں اور تصویروں کے کام سے آراستہ ہے۔ تصویروں بتوں اور دیواروں کے "فریز" میں پتھر اور چونہ کے بیل بوٹے بنانیکی کام کی یہاں اسقدر عزت ہے۔ اور اس کام کو نمائش کی عالیشان عمارات میں جا و بیجا اسقدر صرف کیا گیا ہے کہ میرے خیال میں جسقدر لاگت کل عمارتوں کی تعمیر پر آئی ہوگی اُس سے بہت زیادہ انکی آراستگی پر آئی ہوگی۔ کہ جنپر خاص خاص آرٹسٹ اور مصور لگائے گئے تھے۔ اور انہوں نے جو کام کئے ہیں انسے عمر بھر کے لئے انکا نام ہوگئے ہیں۔ افسوس ہے کہ ہم لوگ ان لوگوں کی اس جانفشانی کو سمجھ بھی نہیں سکتے۔ لیکن مندرجہ ذیل بیان سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ فرانس میں اس خاص آرٹ کی کس قدر قدردانی ہوتی ہے فرانس کی تمام ملک میں مختلف مدارس آرٹ کے قائم ہیں۔ اور سرکار فرانس کا فرض ہے کہ ان سب پرائیویٹ سکولوں کی امداد بذریعہ زرکرے پیرس کی نیشنل سکول آف فائن آرٹس میں نقاش مصور بت بنانیوالے۔ کندہ کرنیوالے اور معمار وغیرہ تعلیم پاتے ہیں۔ جنکو گورنمنٹ سے وظائف ملتے ہیں۔ اور اسی سکول کی بدولت فرانس کے آرٹ کا رتبہ یورپ بھر میں اعلیٰ تسلیم کیا جاتا ہے۔ یہاں سے یہ لوگ تعلیم ختم کرکے اکاڈیمی آف فرانس واقع روم (اٹلی) میں اس فن کی تعلیم کی تکمیل کے لئے جاتے ہیں۔ اسکے علاوہ گورنمنٹ فرانس چینی اور مٹی کے برتن بنانے اور ٹیپسٹری کی قسم کے قالین بننے کے مدارس پر روپیہ خرچ کرتی ہے۔ جبھی تو مٹی کے برتن سونیکی قیمت سے خریدنیکو جی چاہتا ہے۔ اور انپر ایسا اعلیٰ آرٹ کا کام کیا ہوا ہوتا ہے کہ انسان دنگ ہوجاتا ہے۔ انکے بہت سے نمونے نمایش میں سینے دیکھے ہیں +

اسکے علاوہ نمائش کے مکانات میں یہ بات ملحوظ رکھی گئی ہے کہ وہ بڑے عالیشان اور خاص خاص حالتوں کے لئے انکی صورتیں موزوں ہوں۔ اور یہ واقعی بہت بڑا کمال یہانکے معماروں نے کیا ہے۔ شکل سے دیکھکر پہچان جاؤ۔ کہ یہ عمارت ٹرکی کی ہے۔ یہ ایران کی ہے۔ یہ مصر کی ہے۔ یہ چین کی ہے۔ یہ جاپان کی ہے۔ یہ روس کی۔ اور یہ افریقہ کی کسی وحشی قوم کا بجدا سا گارے سے لیپا ہوا جھونپڑا یا چھپر کا مکان ہے۔ یہ بہت بڑا کمال ہے۔ اور اس سے بھی بڑا کمال یہ ہے کہ سیام اور انام کے بعض پہاڑ میں کھودے ہوئے مندر اور غاریں دکھائی گئی ہیں۔ جو بالکل پہاڑ کی کہوہ معلوم ہوتے ہیں لیکن چونہ سے کاریگروں نے یہ کام بنایا ہے۔ انام اور جاوا کے مکانات پر بدھ کے کئی بت عمارت پر بنائے ہیں۔ الجیریا اور مراکو اور ٹیونس کے مکانات اپنی اپنی شان کے فن عمارت میں بنائے گئے ہیں۔ ایسی ہی یورپ کے مختلف ممالک جرمنی۔ آسٹریا۔ اٹلی۔ یونان۔ بلجیم۔ ہالینڈ۔ سپانیہ انگلستان۔ سویڈن۔ ناروے وغیرہ کے مکانات میں وہ امتیاز ہے۔ جو اُن ملکوں کی تعمیرات میں ہے۔ اور واقف باہر سے ہی کہہ دیتا ہے کہ یہ اٹلی یا ہالینڈ کا مکان ہے۔ مجھے بار بار ان مکانات کو دیکھ کر یہ خیال کرکے افسوس ہوتا ہے کہ آج سے تین ماہ بعد ایسے عالیشان مکانات گرادئے جائینگے۔ اور اتنی جلدی گرادئے جانے والے مکانات پر معماروں اور منبت کاروں اور سنگتراشوں نے ایسی محنتیں اور لیاقتیں صرف کی ہیں! قوموں کے مکانات میں تو صرف بعض قومی پوشش اور روزمرہ زندگی کی ضروریات بعض ساخت اور صنعت و حرفت کا سامان اور پیداوار ملکی رکھی گئی ہے لیکن سب ملکوں کی اصل نمایش کی تجارتی چیزیں مثلاً گلیں یا دیگر سامان صنعت و حرفت خاص خاص شعبوں میں تقسیم ہوکر بڑے بڑے نمائش کے محلات میں رکھے گئے ہیں

مصنوعی دانت۔ ہماری کارخانہ میں خالص پتھر کے ولایتی دانت خوبصورت اور مضبوط جو کہ منہ میں لگانے سے مثل قدرتی دانتوں کے دکھائی دیتے ہیں بلکہ جسنے قریباً ہر ایک چیز کھائی اور چبائی جاسکتی ہے۔ لگائے جاتے ہیں اور قیمت بھی بہت کم رکھی ہے۔ ہماری پاس بطور شہادت ہزارہا سارٹیفکیٹ یورپین و دیسی افسران و ساہوکاران کے موجود ہیں **مصنوعی آنکھ ساخت امریکہ**۔ آنکھ مصنوعی جو مثل گلاس بنی ہوئی ایک چشم کے قدرتی عیب کے چھپانیکو لئے عمدہ چیز ہے مثل اصلی آنکھ کے پتلیاں ہر رنگ کی سرخ ڈورے پڑے ہوئے ہیں بغیر تکلیف حلقہ چشم کے اندر بٹھائی جاتی ہے بمشکل تمیز ہوتی ہے۔ کہ یہ آنکھ قدرتی ہے یا مصنوعی نوسٹار ٹرنانے دانت و آنکھ عورت لگاتی ہے۔ بیرونجات کیواسطے خاص انتظام ہے +

المشتہر ڈاکٹر جلال الدین و محمد دین دندان ساز ساکن قصور حال وارد امرتسر (پنجاب) بازار نیچہ بندان متصل ڈیوڑھی کریموں۔ (جواب طلب امور کے لئے آدھ آنہ کا ٹکٹ یا جوابی کارڈ آنا چاہیئے) +

مثلاً تم زراعت کی نمایش دیکھنے جاتے ہو وہاں ہر ملک کی زراعت کی کلیں اور پیداواریں یہانتک کہ خوشہ غلہ کے اور روٹیوں تک پکی ہوئی۔ اور دانے شیشوں میں۔ اور فن زراعت کی کل کتابیں۔ مکھن اور پنیر تیار کرنے باغبانی اور نخلبندی کی کلیں۔ غرض سب فن زراعت اور اُسکو متعلقات ہر ملک کے الگ الگ حلقوں میں موجود ہے منتظمان نمایش نے اشیاء موجودہ کو کسی ترکیب سے رکھنے میں بڑی کوشش کی ہے کیونکہ سب چیزوں کے بعض پہلو دوسری چیزوں سے ملتے ہیں مثلاً زراعت کی کلیں دوسری کلوں سے ملتی ہیں۔ اور کپڑے اون اور روئی اور دیگر ریشہ دار چیزیں زراعت سے متعلق ہیں۔ اسلئے ان لوگوں نے بڑی کوشش سے تمام نمایش کی اشیاء کو ۱۲۱ شعبوں اور ۱۲۱ شاخوں میں تقسیم کردیا ہے۔ افسوس ہے کہ اس بہت لمبی فہرست کے مطالعہ سے ناظرین اخبار اکتا جائینگے اسلئے میں ۱۲۱ شاخونکو نمایش پیرس ۱۹۰۰ء کے مستقل رسالہ میں درج کرونگا۔ جو بخیال ترقی تعلیم صنعت وحرفت مجھے شائع کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے لیکن سردست ۸ شعبوں کی تفصیل یہاں درج کردیتا ہوں شعبہ اول۔ تعلیم وطریق تعلیم۔ دوم مصوری۔ نقاشی۔ تعمیر۔ سوم لٹریچر۔ سائنس۔ اور آرٹس۔ چہارم کلیں۔ پنجم۔ برق۔ ششم۔ سول انجنیری اور ٹرانسپورٹ۔ ہفتم۔ زراعت۔ ہشتم۔ باغبانی و نخلبندی۔ نہم جنگلات۔ شکار۔ ماہی گیری۔ دہم۔ خوراک۔ یازدہم معدنیات۔ وفلزات۔ دوازدہم سامان آرائش وفرنیچر۔ سیزدہم پوشش وریشے۔ چہاردہم۔ کیمیاوی حرفتیں۔ پانزدہم متفرق حرفتیں۔ شانزدہم صحت۔ حفظ صحت اور مزدوروں کے مکانات۔ ہفتدہم۔ نوآبادیاں۔ ہژدہم۔ فوجی اور بحری نمایش +

باقی حالات نمائش انشاء اللہ آئندہ خط میں لکھونگا خاتمہ کلام اُسی اظہار درد پر کرتا ہوں جو یہانکی ایک ایک قدم پر مجھے محسوس ہوتا ہے اسلئے نہیں کہ یہاں مجھے کوئی تکلیف ہے نہیں تو نہایت خوبصورت شہر ہے۔ دنیا میں اسکا ثانی خوبصورتی میں نہیں نہ اسلئے کہ یہانکی باشندی تندخو اور بدمزاج ہیں۔ فرانسیسی نہایت متواضع اور پرلے درجے کے پولائٹ ہوتے ہیں۔ انکے چھوٹے چھوٹے بچونکو مینے کمال متواضع اور مودب پایا ہے نہ اسلئے کہ مجھے اچھی چیزیں دیکھنے کو نہیں ملتیں۔ دنیا بھر کے بھانت بھانت کے لوگ یہاں نظر آتے ہیں۔ دنیا بھر کی عجیب عجیب چیزیں نمایش میں ہر روز دیکھتا ہوں۔ خوبصورت لیڈیاں اور بانکے جنٹلمین ہر روز پس وپیش پھرتے رہتے ہیں۔ مگر انمیں سے ہر ایک چیز میری درد و افسوس کو بڑھاتی ہے۔ جبکہ میں دیکھتا ہوں کہ میرے ہموطن کیوں ان خوشیوں سے محروم ہیں۔ وہ کیوں قحط اور افلاس کی مصیبتیں جھیل رہے ہیں۔ جبکہ یہ ایک ہی خدا کے بندی ہیں۔ بلکہ ہمارا ملک زیادہ زرخیز ہے وہاں ارزانی زیادہ ہے وہاں باشندی بہت زیادہ ہیں انکے آباؤ اجداد اہل یورپ سے پہلی مہذب تھے ان سب خرابیونکی جڑ مجھے جہالت اور بے علمی نظر آتی ہے سرسید احمد خان مرحوم ومغفور نے آج سے بیس برس پہلے یورپ میں آکر جو نتیجہ نکالا تھا ہر شخص ضرور اُسی نتیجہ پر پہنچیگا۔ اگر ذرہ بھی آنکھیں کھولکر دیکھے۔ مگر اولیت کا تاج ضرور اُسی بزرگ سید کے سر پر رہیگا۔ آج یورپ بیس سال پہلے کے یورپ سے بیحد ترقی کرگیا ہے۔ فرانس کی نمایش کے مہتمم کہتے ہیں کہ اُنکی ۱۸۸۹ء کی نمایش گاہ میں اور حال کی نمایشگاہ میں ترقی صنعت کے لحاظ سے صدہا کوسکا فرق ہے۔ جرمنی کی تو کل صنعت وحرفت کی کائنات بیس سال کی عمر رکھتی ہے۔ یعنی ۱۸۷۱ء کی جنگ فرانس وجرمنی کے بعد اسکی بنیاد پڑی۔ مجھے یقین ہے کہ سرسید مرحوم اگر آجکل یورپ میں آتے تو اپنی تعلیم کی سکیم کے ساتھ صنعت وحرفت کی تعلیم کا جزو ضروری سمجھتے۔ یہاں صناع اور کاریگر اور سوداگر راجوں اور شہزادوں کے درجے حاصل کرتے ہیں میں اُن ابنائے وطن سے۔ جو میری خیال کی تائید کرتے ہیں مدد کا متدعی ہوں وہ اس خیال کی اشاعت میں کوشش کریں۔ تاکہ ایک قومی ٹکنیکل سکول کی بنیاد رکھی جائے ورنہ کم از کم میرے شیون میں تو شریک ہوں۔ ؎ آ عندلیب مل کے کریں آہ وزاریاں + تو ہائے گل پکار میں چلاؤں ہائے دل

مقدمہ ملا عبد القیوم صاحب حیدرآباد دکن

یہ مقدمہ جو قریباً گیارہ سو دارمتہا آخر کار فیصل ہونیکے قریب پہنچ گیا ہے

مگر اسکا فیصلہ کمیشن کے اجلاس سے صادر نہیں ہوگا بلکہ نواب مدار المہام بذات خود تجویز کرینگے۔ چنانچہ برخاستگی کمیشن اور طلبی مثل کے احکام پیشگاہ مدار المہام بہادر سے صادر ہوچکے ہیں۔ اہالیان پلیگ کے اصرار سے مقدمہ تفویض کمیشن ہونے پر بادی النظر میں یہ خیال ہوتا تھا کہ انکے پاس کوئی کافی ثبوت ملا صاحب کی مزاحمت اور عدم امداد تحلیہ کی نسبت ہوگا مگر واقعات نے ثابت کردیا کہ یہ سب کارروائی اسبات کا پیش خیمہ تھی کہ ریاست کے اہلکار اس مقدمہ میں انگریزی ڈاکٹر وں کا رسوخ دیکھکر آئندہ کسی قسم کا تعرض انسی نکریں۔ اور یہ بات ملا صاحب کے نو ماہ تک مقدمہ کی جوابدہی میں حاضر رہنے اور مصارف کثیر کا متحمل ہونے اور سرکاری اہلکاروں کا مقدمہ کے ہر مرحلہ میں پلیگ والونکی رعایت کرنے سے بخوبی ثابت ہوگئی ہے۔ ورنہ مقدمہ کی اصلیت تو اس سے ظاہر ہے کہ اولاً کئی ماہ گذرنے پر مدعی نے اپنے دعوی کو بمشکل مکمل کیا اور کئی پیشیوں کے بعد جب عرضی دعوی ترمیم ہوکر سماعت کی نوبت پہنچی اور اثبات الزامات متدعویہ کا وقت آیا تو جسقدر شہادت پہلی مرتبہ پیش کی تھی۔ مدعا علیہ کی جرح میں اُسکو اپنے دعاوی کے برخلاف اور موید جوابات ملا صاحب دیکھکر دوسری مرتبہ باقیماندہ شہادت کے پیش کرنے سے انکار اور پیش شدہ شہادت کے استرداد کی درخواست کی اور اپنے رسوخ کو کام میں لاکر الزامات کے ثبوت میں محکمہ عدالت کے معتمد مولوی عزیز مرزا صاحب کی ایک روبکار پیش کرنے پر کفایت کی جسمیں لکھا تھا کہ جو الزامات ملا صاحب پر لگائے گئے ہیں وہ سرکار کے نزدیک مسلم ہیں کسی شہادت کی ضرورت نہیں۔ اس خلاف ضابطہ کارروائی پر ملا صاحب کے وکیل نے یہ عذر اُٹھایا کہ روبکار ہذا کسی حکم یا فیصلہ مصدقہ عدالت کی نقل نہونے سے داخل شہادت نہیں ہوسکتی۔ اور چونکہ سرکار خود مدعی ہے اسواسطے اسکا یہ مسلمہ بھی کسیطرح قابل احتجاج نہیں جب تک کہ واقعات کے اثبات سے کمیشن کے نزدیک مسلم نہوجائے کمیشن نے اس اعتراض کو درست مانکر روبکار پر التفات نہیں کیا۔ اور چونکہ مدعی موجودہ حالت میں اس سے زیادہ کوئی تائید اپنے دعوی کی نہیں کرسکتا تھا کمیشن نے انکا دعوی ختم شدہ سمجھکر ملا صاحب کو عرضی دعوی کی تردید داخل کرنیکیواسطے دو ہفتہ کی مہلت دی چنانچہ ملا صاحب نے تاریخ مقررہ کے اندر جواب داخل کردیا۔ مگر جواب داخل کرتے وقت معلوم ہوا کہ مدار المہام کا حکم دربارہ برخاستگی کمیشن اور طلبی مثل صادر ہوا ہے۔ ابتک جو رعایتیں اہالیان پلیگ کے ساتھ عمل میں آئیں اُنپر غور کرنے سے قیاس ہوسکتا ہے کہ کمیشن کی برخاستگی کا حکم رزیڈنسی کے ایما سے صادر ہوا ہوگا۔ بہرکیف ملا صاحب کا مفصل جواب شامل مثل ہوچکا ہے جسمیں اہالیان پلیگ کی ظلم اور زیادتی کی بخوبی تشریح کی ہے اور سب سے بڑی لطیف بات اس جواب میں یہ ہے کہ ملا صاحب نے کارکنان پلیگ کو شہادت میں طلب کرانے کی درخواست کی ہے۔ تاکہ اُنکی متضاد تحریرات مشمولہ مثل سے یہ ثابت کردیا جائے کہ مقدمہ کی اصلیت کیا ہے +

میری رائے میں مدعی کے عرضی دعوی اور ملا صاحب کے جواب کی وقعت اسوقت تک اس سے کچھ زیادہ نہیں جو ہر فریق کے یکطرفہ دلائل کی ہوا کرتی ہے اور جنکو فریقین مقدمہ کے تفویض کمیشن ہونے سے پیشتر کئی مرتبہ نواب مدار المہام کی خدمت میں ایک دوسرے کی شکایات کے ضمن میں پیش کرچکے ہیں۔ کہا جاسکتا ہے کہ کمیشن کے انعقاد اور ہزار ہا روپیہ کے صرف سے ابتک کوئی ایسی بات پیدا نہیں ہوئی جس سے نواب صاحب کے سابقہ معلومات میں کوئی اضافہ ہو اور نواب صاحب ایک مدلل فیصلہ صادر کرسکیں۔ البتہ اہالیان پلیگ کا شہادت سے گریز کرنا اور مزاحمت کے ثبوت میں معتمد صاحب کی روبکار پر اکتفا کرنا اور اُسکی عدم قبولیت پر کمیشن کی موقوفی کا حکم رزیڈنسی کی تحریک سے جاری کرانا اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ مدعی کے پاس کوئی ثبوت اُسکے دعوی کا نہیں۔ اور پھر اُنکے مقابلہ میں ملا صاحب کی یہ جرأت مدعی کی پوری کمزوری کو ثابت کرتی ہے کہ وہ الزامات کی تردید میں کارکنان پلیگ کی شہادت سے کام لینا چاہتے ہیں۔ اور ان امور کے ساتھ جب یہ دیکھا جائے کہ مدعی کے مصارف کی متحمل سرکار اور مدعا علیہ اپنی ذات سے ذمہ دار ہے۔ تو پھر اسکا تحقیقات سے کنارہ کشی کرنا صاف ظاہر کررہا ہے کہ مدعی کو خوف ہے کہ اس تحقیقات میں پلیگ کو رانمای رستہ ظاہر ہوگا اور رعایا پر اُنکی دست درازی کو سب اسرار کھل جائینگے۔ اور پبلک کی جو ہمدردی اس موقعہ پر ملا صاحب کی نسبت ظاہر ہوئی ہے وہ بہت کچھ یقین دلاتی ہے کہ یہ مقدمہ اہالی پلیگ کا محض افترا باندھا ہوا ہے اسکو اصلیت سے کچھ مناسبت نہیں اور سرکار کی طرف سے جو کارروائی ہوئی ہے وہ صرف انگریزی اہلکارونکی دباؤ سے ہے۔

خاتمہ پر مجھے اس امر کا ظاہر کرنا بھی ضروری ہے کہ ملا صاحب نے برخاستگی کمیشن کا حال سُنکر ایک درخواست نواب مدار المہام کی خدمت میں بدیں مضمون بھیجنی تجویز کی ہے کہ برخاستگی کمیشن سے اگر سرکار کا یہ خیال ہے کہ ریاست کے دیسی اور انگریزی اہلکاروں میں باہمی نقیض ترقی نہ کرنے پائے اور پلیگ والونکی کمزوری کا معاملہ کسی نہ کسی مصلحت سے

خلاصہ خبر ہائے جدید
چاند کی نئی تاریخ
مولوی حبیب الرحمن خان صاحب
منشی محمد عبد الغنی صاحب
خلاف الصدق
صاحب کے ہاتھ کی ہوئی ہے
مولوی عبد الحق صاحب
ان خبروں کی تصدیق
نہیں
غیب محلہ عبد
الہلال اخبار دہلی
منجانب اخبار منتخب

اسلامی خبریں

فہرست زر چندہ مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ

میزان مندرجہ اخبار وکیل مورخہ ۲۳ اگست ۱۹۰۰ء مبلغ ۵ ۱۲

مسلمانان غلام واقع اپربہما۔ معرفت محمد عبد اللطیف صاحب سوداگر ۵ ۸

منشی حفیظ الٰہی خاں صاحب ڈپٹی انسپکٹر بالاکوٹ ضلع ہزارہ ۵ ۴

میزان کل سابق ۶۷۳ ۱۰

مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ کے لئے ابتک جسقدر زر چندہ دفتر ہذا میں موصول ہوا ہے۔ وہ حسب تحریر جناب مولوی محمد سعید صاحب مہتمم مدرسہ مذکور بمبئی کے نامور تاجر شیخ محمد حسین صاحب مصری کی خدمت میں بدیں غرض روانہ کر دیا گیا ہے کہ صاحب موصوف یہ رقم مکہ معظمہ پہنچا دیں۔ وکیل اُن معاونین کا دلی شکریہ ادا کرتا ہے جنہوں نے اُسکی معروضات پر توجہ فرما کر مولد نبوی اور حرم ایزدی کے اس واحد ہندی مدرسہ کی اعانت فرمائی ہے۔ خداوند کریم اُنکو اسکا اجر اور ایسے نیک کاموں میں ہمیشہ امداد دیتے رہنے کی توفیق و سعادت بخشے مدرسہ کی ضروریات کے لحاظ سے یہ رقم کچھ بھی حیثیت نہیں رکھتی۔ تاہم حالات ملک اور قوم کے اکثر متمولین کی لاپروائی پر نظر کرتے ایک اخبار کے ناظرین سے اسقدر رقم کا جمع ہو جانا غنیمت ہے اور امید ہے کہ مہتمم صاحبان مدرسہ بھی ان بواعث کو مدنظر رکھکر ناظرین وکیل کی طرف سے اس قلیل المقدار ہدیہ کو بخوشی منظور فرما لینے سے اس قومی خادم کو مشکور اور انکے لئے دعاء خیر کرتے رہنے سے دریغ نہ فرمائینگے +

آیندہ کے لئے یہ چندہ بند کر دیا گیا ہے کیونکہ اس مرکز اسلامی میں اب اس مدرسہ سے بھی بڑھکر ایک نہایت ضروری اور مفید کام جو کل اسلامی دنیا کی بہبود و رفاہ اور مسلمانوں کی واحد مقتدر طاقت کے استحکام و تقویت اور حرمین شریفین کی حفاظت و سلامتی کا مستحکم ذریعہ ہوگا شروع ہو گیا ہے۔ اور ہر مسلم فرد بشر کا جسمیں قومیت کا کچھ بھی احساس ہے فرض ہے کہ اپنی توفیق کے مطابق اُسکی تکمیل میں سعی کرے۔ یہ کام کونسا ہے۔ اسکے بتانے کی اب احتیاج نہیں رہگئی۔ کل دنیا کو معلوم ہو چکا ہے کہ حجاز ریلوے بننی شروع ہو گئی ہے اور کہ خلافت مآب، نے یہ کام محض خداوند کریم اور مسلمانوں کی امداد پر بھروسہ کر کے شروع فرمایا ہے۔ اگر قوم پر جلالت مآب کا یہ اعتماد غلط نکلا۔ تو مسلمانوں کے لئے ڈوب مرنیکا مقام ہوگا خواہ مسلمان مدد کریں یا نہ کریں۔ تائید ایزدی سے یہ کام تو بر سرانجام پہنچ ہی رہیگا اور انشاء اللہ العزیز بہت جلد پہنچیگا۔ لیکن آخر الذکر صورت میں مسلمان پھر کسی دنیا کی ممتاز اور زندہ قوموں کے سامنے سر اونچا نہ کر سکینگے۔ چندہ مدرسہ صولتیہ اسی ریلوے کی وجہ سے سر دست بند کر دیا گیا ہے۔ تاکہ مسلمان یکسو ہو کر پہلے ارض مقدس کے اس اشد ضروری کام کو مکمل کر لیں مسلمانوں میں اب بھی اسقدر متمولین اور ایسی صاحب ہمت موجود ہیں جو قوم کی مقامی و ملکی اور ایسی ضرورتوں کے لئے جنکو کل عالمی کہا جا سکتا ہے سب کیواسطے ایک ہی وقت معقول امداد عطا کر سکتے ہیں یا کر سکیں بے تاب رہتی ہیں۔ لیکن افسوس اول الذکر کو عموماً ایسے کاموں کی طرف توجہ اور آخر الذکر کو بالعموم استطاعت نہیں اور چونکہ زیادہ تر دوسری شق کے اصحاب ہی سے ہر ایسے کار خیر میں مدد ملنے کی ہمیں توقع ہے۔ اسلئے مجبوراً مدرسہ کے چندہ پر ریلوے کے چندہ کو ترجیح دینی پڑی ہے۔ ایدالقین ہے کہ مہتممان مدرسہ کو بھی اس معاملہ میں ہم سے کلی اتفاق ہوگا۔ اور ہر ہم اپنے ناظرین سے پھر التجا کرتے ہیں کہ اس کام کی اہمیت اور مقدار زر مطلوبہ کے مقابلہ میں انکی یہ خاموشی نہ صرف تعجب بخش بلکہ رنجدہ اور بایوسی پیدا کرنیوالی بھی ہے۔ ہندوستان کی ۷ کروڑ مسلمانوں میں ابتک صرف دو جگہ یعنے ملا عبد القیوم صاحب متعلقدار ریاست حیدرآباد اور قومی خادم وکیل کیطرف سے تحریک کا ہونا اور اس تحریک سے بھی ابتک کچھ عملی نتیجہ ظہور میں نہ آیا کیا سخت ملال پیدا کرنیوالا نہیں مگر خدا کا شکر ہے کہ تمام عثمانیہ ممالک میں بڑی سرگرمی سے چندہ فراہم ہو رہا ہے۔ اگر ادھر بھی مسلمان ایسی ہی مستعدی دکھلاتے جیسی کہ ابتک انکی چھ کروڑ ہندی بھائیوں نے دکھائی ہے تو پھر بہت مشکل پڑتی سہی

چندہ کے متعلق چند اصحاب نے کچھ امور دریافت کئے ہیں۔ جواباً گذارش ہے کہ جو صاحب صیغہ انجنیری میں یہاں ملازم ہیں اور وہاں جاکر مفت جسمانی خدمت کرنیکو خواہاں ہیں۔ وہ اپنی مدعا میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔ مدد اُس چیز کی پیش کرنی چاہیئے جسکی ضرورت ہو۔ ایسے صاحب اگر صرف اپنی آمد و رفت کا کرایہ ہی اس فنڈ میں دیدیں تو اُسی معقول امداد مل سکتی ہے۔ منشی عبد العلی خانصاحب اور سید امید ہے اس مشورہ کو قبول فرمائینگے۔ کئی اصحاب نے دریافت کیا ہے کہ منی آرڈر کے ذریعہ روپیہ بھیجنے میں زیادہ خرچ پڑتا ہے۔ کیا میاں غلام نبی حبیب اللہ صاحبان تاجران شال و رئیسان امرتسر اعتراض تو نہیں ہوگا۔ ایسے اصحاب کی اطلاع کے لئے لکھا جاتا ہے کہ وہ بذریعہ منی آرڈر۔ ہنڈوی۔ یا کرنسی نوٹ روپیہ بھیج سکتے ہیں۔ البتہ ہنڈی یا نوٹ رجسٹری کرا کر بھیجیں۔ ڈاکٹر محمد سعید صاحب کے استفسارات کا جواب بھی ان سطور میں آگیا ہے۔

بعض اصحاب کا یہ خیال ہے کہ سلطان المعظم نے تعمیر کے لئے مشترکہ سرمایہ کی کمپنی بنائی ہے اور اس خیال کی بنا پر وہ خریداری حصص کی خواہش ظاہر کرتے ہیں۔ ایسے اصحاب کو معلوم رہے کہ اس کام کے لئے کمپنی نہیں بنائی گئی۔ لائن کی مالک خلافت عظمی ہوگی۔ اور مسلمانوں سے خرید حصص کی نہیں۔ بلکہ محض الحب للہ جو توفیق ہو چندہ عطا کرنیکی درخواست کی گئی ہے کچھ عرصہ ہوا۔ ایک عنایت فرما نے مدرسہ صولتیہ کے لئے معقول رقم عطا کرنیکے ساتھ ہی مبلغ ۵ مسلمان مصیبت زدگان کریٹ کیواسطے ارسال فرمائے تھے مگر چونکہ یہ فنڈ عرصہ سے خاص قسطنطنیہ میں ہی بند ہو چکا ہے۔ یہ رقم بایں توقع کہ صاحب ممدوح کو کچھ اعتراض نہوگا۔ ریلوے فنڈ میں داخل کر کے میاں صاحبان ممدوح کے پاس جمع کرا دی گئی۔ مزید براں چونکہ اس کار خیر کے افتتاح میں زیادہ توقف مناسب نہیں۔ اور یہ معلوم ہوا ہے کہ اکثر صاحب صرف اسی امر کے منتظر ہیں۔ خاکسار اڈیٹر وکیل مجبوراً اس چندہ کی فہرست کو اپنی طرف سے ایک قلیل رقم پیش کرنے سے شروع کئے دیتا ہے وہ اس فنڈ میں ایکسو روپیہ دیتا ہے۔ جسے دس روپیہ ماہوار کی دس قسطوں میں ادا کریگا۔ پہلی قسط بابت ماہ اگست رواں میاں صاحبان کی کوٹھی میں جمع کرا دی گئی ہے۔ اور ان دونوں رقموں کے اندراج سے اس ہفتہ سے حجاز ریلوے کی فہرست اخبار میں کھولدیجاتی ہے۔

فہرست زر چندہ حجاز ریلوے جو میاں غلام نبی حبیب اللہ صاحبان تاجران شال و رئیسان امرتسر امینان چندہ کو موصول ہوا۔

ایک عنایت فرما ۵ ۵ } میزان مبلغ ۵

محمد انشاء اللہ اڈیٹر وکیل اخبار بابت ماہ اگست ۱۹۰۰ء قسط اول ۵

شاہ سویڈن ناروے نے سعادتلو توفیق پاشا وزیر خارجیہ کو مرصع حمائل عطا فرمائی ہے۔

سلطنت عثمانیہ کے محکمہ تعمیرات عامہ نے پچھلے سال ۲۹۸ کیلو میٹر جدید پختہ سڑکیں اور ۹۴۶ نئے پل تیار کئے اور ۹۵۱ پرانے پلوں کی مرمت کرائی۔ ان کاموں پر ایک کروڑ ساٹھ لاکھ قرش کے قریب خرچ ہوا۔

بالعالی نے وزارت تجارت سے سلطنت کی بڑی بڑی بندرگاہوں میں حفاظتی جہاز بھیجنے کی درخواست کی ہے۔ بنابرین وزارت مذکور اُن جہازگن بوٹوں پر جو سرکاری کارخانہ نے حال میں تیار کئے ہیں بسرعت تمام انجن اور بایلر نصب کرا رہی ہے۔

قبیلہ دروز کے ایکہزار مشایخ نے جمع ہو کر سلطان المعظم کی جاری کردہ اصلاحات کی بسر و چشم تعمیل کرنیکا حلفی عہد اٹھایا

ٹرکی بے دود بارود کی مقدار کثیر خرید کرنیوالی ہے۔ یورپ کے اکثر کارخانے باہم حصول اجارہ کے لئے مقابلہ کر رہے ہیں جنگی جہازات کے لئے جو ۲۰۰ جدید توپیں درکار ہیں۔ وہ آخر جرمن کارخانہ کروپ سے ہی خرید کی گئیں مختلف بارودوں کی آزمایش کیلئے فواد پاشا کی زیر صدارت ایک کمیشن مقرر کیگئی ہے مرمت طلب جہازات کو جنیوا بھیجنے کیلئے دو سسٹیم ادارہ مخصوصہ کے مقرر کئے ہیں

سودان کے ایک امیر عثمان عبد پاشا نے سلطان المعظم کو چند قدیم اسلحہ اور بطور ہدیہ ارسال کئے ہیں۔

یورپین اخبارات نے تنازعہ چین کے شروع میں ترکی اخبارات اور سلطنت عثمانیہ کے مسلمانوں کو یہاں باندھا تھا کہ وہ لال مظالم سے جو چینیوں نے یورپین لوگوں پر کئے ہیں بہت خوش ہو رہے ہیں اور انکی تمنا ہے کہ چینی کسی یورپین کو اپنے ملک میں زندہ نہ بچنے دیں لیکن سربرآوردہ ترکی اخبار اقدام کی ایک تازہ ترین تحریر نے اُس افترا کی کامل تردید و تکذیب کر دی ہے۔ ۳۰ جولائی کی ۔۔۔ میں اس روزانہ اخبار نے "سفراء متعینہ پیکن اور عثمانیوں" کے عنوان سے ایک مضمون تحریر کر کے پہلے اس رنج و افسوس کو ظاہر کیا جو عثمانیہ حکومت اور عثمانی قوم کو پیکن میں سفراء کے ہلاک کر دئے جانیکی ابتدائی خبر سنکر ہوا تھا۔ پھر اس سچی مسرت و خوشی کو

ہندوستان کی خبریں

بلوہ کانپور کے آخری مقدمہ میں عدالت نے چار کو بری کرکے ۲۰ ملزمونکو پھانسی اور ایک کو حبس دوام کی سزا دی ہی۔ ایک مسلمان میونسپل کمشنر کے بھائی کرم الٰہی کو بھی پھانسی کی سزا دیگئی ہی۔ جرم کنسٹبل کو قتل کرنے اور طاعونی نکپ کو پھونکنی کا تھا۔

مہاراجہ بھرت پور نے بتاریخ ۲ر جون کو وہ آبو پر ایک ملازم کو بندوق سی مار ڈالا تھا۔ اس جرم میں گدی سے الگ کر دئے گئے ہیں اور اُنکا خورد سال لڑکا گدی پر بٹھایا گیا ہی اور جب تک ریاست بھرتپور میں رہیگا اور اُسکو گزارہ ملیگا۔

لکھنؤ میں ۲۱ر کی رات کو دو ٹرینوں کی تصادم سی ایک انجن اور بارہ گاڑیاں جن میں سی ۶ میں مسافر سوار تھے پٹری سی گر گئیں۔ بنگال۔ ناگپور ریلوی پر بھی ایک سخت حادثہ ہوا۔ ۱۱ مسافر ہلاک اور ۲۸ زخمی ہوئے۔

مسٹر بارنس ایجنٹ گورنر جنرل متعینہ بلوچستان ۴ر اکتوبر سے دو ماہ کی رخصت پر جائینگے اور دسمبر میں صیغہ خارجیہ کے سکرٹری ہونگے

ممالک مغربی و شمالی کی گورنمنٹ نے اعلان دیا ہے کہ شاہدرہ (متصل دہلی) سے سہارنپور تک ۹۵ میل لنبی اور برات سے میرٹھ تک بیس میل لمبی چھوٹی پٹری کی لائن تیار کرنیکا جو ٹھیکہ لینا چاہیں وہ درخواست کریں +

گورنمنٹ ہند کے دفاتر ۲۷ر اکتوبر کو شملہ میں بند ہوکر ۲۹ر اکتوبر کو کلکتہ میں جا کھلینگے +

جرمنی کی حیرت انگیز ترقی ۱۸۷۱ء میں جبکہ جرمنی کی تمام ریاستیں آپس میں متحد ہوئیں۔ اُسکی کل آبادی چار کروڑ دس لاکھ تھی۔ اور اب پانچ کروڑ ساٹھ لاکھ ہے۔ اور باوجود اسقدر اضافہ کے بہت کم جرمن آباد ہونیکی غرض سے ممالک غیر کو جاتے ہیں۔ کیونکہ خود ملک میں صنعت و حرفت کو اسقدر فروغ ہوگیا ہی کہ دستکاروں اور مختیوں کی مانگ ہر وقت بڑھتی جارہی ہی۔ جرمنی کی موجودہ آبادی سلطنت متحدہ (انگلستان ویلز سکاٹ لینڈ اور آئرلینڈ) سی ڈیڑھ کروڑ اور فرانس سی پونے دو کروڑ زیادہ ہی اور آیندہ اور بھی زیادہ ہوتی جائیگی۔ کیونکہ جرمن میں ہر سال ساڑھے آٹھ لاکھ کی تعداد سے آبادی بڑھ رہی ہی۔ اور انگلستان میں ساڑھے چار لاکھ سالانہ اور فرانس میں صرف ۳۵ ہزار سالانہ کے مقدار ہی ۱۸۷۲ء کی نسبت اب جرمنی پاکس میں گنی زیادہ جہاز ہیں۔ اور اس بارہ میں انگلستان کے بعد اب دوسرا نمبر اُسی کا ہی ۱۸۷۲ء میں اُسکی تجارت درآمد و برآمد کی مالیت ۲۰ کروڑ پونڈ تھی ۱۸۹۹ء میں ۴۶ کروڑ ہوگئی صرف پچھلے برس تجارت برآمد بیس کروڑ پونڈ کا اضافہ ہوا۔ جرمنی کی سالانہ آمدنی ساڑھے بائیس کروڑ پونڈ یعنے انگلستان کی آمدنی کے برابر ہی۔ جو ۱۸۷۲ء کی آمدنی سی تگنی ہی ملک کی ساتھ وہاں کے کارخانونکی فروغ و ترقی کا اندازہ صرف ایک کارخانہ کے حالات سی ہوسکتا ہی۔ کرپ کے کارخانہ میں جسے موجودہ ملک کرداد انی موضع ایسن میں نہایت ہی چھوٹے سی پیمانہ پر شروع کیا تھا اسوقت ۴۲ ہزار آدمی ملازم ہیں۔ یہ کارخانہ اپنی کانیں لوہی۔ اور کوئلہ کی رکھتا ہی۔ توپونکی آزمایش کیلئے بارہ میل لمبے میدان کا مالک ہی اور اب توپوں کے علاوہ جہازونکی زرہ اور جہاز بھی بناتا ہی +

اس خبر کے متعلق کہ امیر صاحب نے فوج اور رسد جمع کئے جانیکا حکم دیا ہی۔ پاؤنیر حسب ذیل لکھتا ہی:۔ یہ افواہ کسیقدر عام طور پر پھیل رہی ہی کہ امیر صاحب اپنی باقاعدہ فوج جمع کرنیکا ارادہ کر رہے ہیں۔ یہ افواہ غلط نہیں معلوم ہوتی لیکن اس سے سرحد کے بازار و نیں کسیطرح کی تشویش نہیں پیدا ہوئی۔ بعض شریر ممکن ہی یہ کہدیں کہ ایک بڑا جہاد ہونیوالا ہی۔ لیکن یہ بھی نہیں کہنا چاہینگے کہ جہاد مذکور کسکے برخلاف ہوگا۔ تاہم جہانتک ہمیں علم ہی افغانستان میں اسوقت کوئی غیر معمولی کارروائی نہیں ہو رہی۔ بات فقط یہ ہی کہ امیر صاحب دو برس سی زیادہ جب سے گوشک تک ریلوی لائن مکمل ہوئی ہی روسی اعتصاب کے خوف سی اپنی جنگی تیاریونکی تکمیل میں بسرگرمی مشغول ہیں۔ انہوں نے بلاشبہ اپنی حاضر باش فوجکو بہت بڑھا دیا ہی اور ایک ریزرو فوج قائم کی ہی جسکی تعداد ابھی کچھ زیادہ نہیں ہوئی۔ مزید برآں غلہ کی برآمد قطعاً روکدی ہی اور کابل ہرات و قندہار میں غلہ کے کھتی بنوا کر اُنکو بہر دیا گیا ہی۔ گھوڑوں اور یابوؤں کی برآمد بھی بالکل منع کردی گئی ہی کیونکہ امیر صاحب باربرداری کا بھی مستقل محکمہ قائم کرنا چاہتے ہیں۔ پچھلے برس اسی غرض کو سو افغانی ترکستان اور بدخشان سے بارہ ہزار گھوڑی اور یابو خرید کر کابل منگوائے گئے تھے۔ یہ تیاریاں اور فوجکی آراستگی کس درجہ تک پہنچی ہیں اسکی نسبت کچھ نہیں کہا جاسکتا لیکن یہ امر واقع ہی کہ غزنی۔ قندہار اور ہرات کے تینوں اہم قلعوں یا سرحدی چوکیوں کو کوئی مزید فوج نہیں بھیجی گئی۔ بلکہ سرحدی محافظ فوج میں پہلی کی نسبت کمی کردیگئی ہی۔ کچھ عرصہ ہوا۔ بدخشانکی سرحد پر مقام ذوالفقار کے قریب فوج جمع ہونیکی خبر اڑی تھی۔ جو ویسی ہی غلط تھی جیسی کہ چمن کے قریب افغانی سرحد پر فوج جمع ہونیکی امیر عبدالرحمن خان زمانہ کی موجودہ تاریخ کو خوب غور سی مشاہدہ کرتے اور ہر محاربہ کے واقعات کو کامل غور سے جانچتے رہتے ہیں انکو معلوم ہے کہ افراد کی طرح سلطنتوں میں بھی وہی سلطنت اپنے وجود کو قائم رکھ سکتی ہی جو خوب مضبوط و مسلح ہو۔ اور بنابرین وہ بڑی توجہ سے اپنی باقاعدہ فوج کو آراستہ کر رہے ہیں گورنمنٹ انگلشیہ کی اجازت سے جو اسلحہ وغیرہ امیر صاحب نے باہر سے منگوائی ہیں اُن سی وہ کثیر التعداد فوجکو مسلح کرسکتے ہیں مگر وہ ساتھ ہی یہ اچھی طرح سی جانتے ہیں۔ کہ موجودہ محاربات کے لئے توپوں اور رائفلوں سی بڑھکر کچھ اور چیز بھی درکار ہی بنابرین انہوں نے اب کسرسیٹ اور ٹرانسپورٹ کے صیغونکی قیام و درستی کی طرف توجہ کی ہی۔ اور اُنکی قابلیت سے کامل یقین ہی کہ وہ اپنے ملک کے وسائل سے اسغرض کے لئے بہترین کام لے سکینگے۔ جدید اسلحہ کی وجہ سی افغانی فوج وسط ایشیا کے مسئلہ میں اب اہم عنصر ہوگئی ہی لیکن اس خیال کے لئے کوئی وجہ دکھائی نہیں دیتی کہ وہ عنقریب جنگ کے لئے جمع کیجانے والی ہی۔

امیر صاحب بقول سول اینڈ ملٹری گزٹ۔ اب کابل میں واپس آگئے ہیں۔ اور ہیضہ کی شکایت بالکل جاتی رہی ہی۔ امیر صاحب ہر روز دربار فرماتے ہیں اور بہت عمدہ صحت میں ہیں۔ مرض نقرس کی کوئی خاص شکایت نہیں ہی۔ ایک خبر سی معلوم ہوتا ہی کہ سرحد کا مشہور بہادر عمر اخان جندولی جسنے سرحد چترال کے فساد میں بڑی شہرت حاصل کی تھی اور اُسکے بعد کابل میں بھاگ کر امیر صاحب کی قلمرو میں بود و باش اختیار کی تھی وبائے ہیضہ کا شکار ہوگیا ہی۔ تہور نے عرصہ کا ذکر ہے۔ کہ امیر صاحب نے حکم دیا تھا کہ تمام قلمرو افغانستان کی مردم شماری کیجاوے اور اسمیں خاص تاکید یہ تھی کہ بتلایا جاوے کہ ہر ایک خاندان میں ہر ایک شخص کی عمر کیا ہی اور کتنے آدمی ملازم سرکار ہیں اور کتنے آدمی غیر ملازم ہیں۔ تمام صوبجات کے گورنروں نے حکم کی تعمیل کرکے مفصل رپورٹیں کابل کو ارسال کیں اور اب امیر صاحب نے حکم دیا ہی کہ تمام نوجوان آدمی ہر ایک خاندان کے جو امیر صاحب کی ملازمت میں نہیں ہیں اُنکو فوجی ملازمت اختیار کرنے پر مایل کیا جاوے۔ دیگر سرحدی خبروں سی ظاہر ہی کہ باجوڑ میں مقامی خوانین میں فساد پھر پھوٹ پڑا۔ خان نواگی ایک طرف ہیں اور دوسری طرف اقوام سالارزئی اور موہمند کے سردار ہیں۔ ملا لوگوں نے دونوں میں مصلحت کرا دینے کی بڑی کوشش کی تھی لیکن اس میں محض ناکامی ہوئی۔ ۲۹ر جولائی کو مقام قلعہ چونارک کے متصل دونوں فرقوں میں ایک اور لڑائی ہوئی اور صفدر خان نے فتح حاصل کرکے اس قلعہ پر بزور قبضہ کرلیا۔ آخر الذکر کے بارہ آدمی اس لڑائی میں قتل ہوئے اور دوسری طرف کے صرف ۶ مجروح ہوئے تھے۔ اسکے بعد صفدر خان پر اتنی عظیم تعداد آپڑی کہ اُسکو مجبوراً مغلوب ہوکر قلعہ چھوڑ بھاگنا پڑا اور موہمندیوں نے فتح پاکر اس قلعہ کو جلا دیا اور مسمار کرکے تہ زمین کے ساتھ ملا دیا۔ مسٹر مرک کمشنر ڈیرہ جات سرحد و زیرستان کی مشکلات کے متعلق گورنمنٹ سی مشورہ کرنیکے لئے عنقریب شملہ جانیوالے ہیں +

پچھلے ہفتہ کی بے اندازہ بارش سی نہ صرف پنجاب کے تمام دریاؤں بلکہ اکثر پہاڑی نالونمیں بھی اس زور سے طغیانی آئی کہ کئی دیہات بہالے گئی۔ مویشی کا بھی بہت نقصان ہوا ہی۔ کشمیر کے قصبہ اسلام آباد اور سرمک پر ہیضہ بہت زور سے پھوٹ پڑا ہی۔ کشمیر میں بھی طغیانی سے بہت نقصان ہوا۔ ڈیرہ غازیخان کے بچنے کی امید بالکل موہوم ہوگئی ہی۔

اورینٹیل ایشورینس کمپنی کے دعوی پر فرضی شخص کی نام پر ۵ ہزار روپیکی پالیسی کی خریدنے اور اُسکی موت کے جعلی سرٹیفکیٹ پیش کرنیکے جرم میں سشن جج دہارواڑ نے چار شخصونکو دو دو برس قید سخت اور جرمانہ کی سزا دی ہی۔

کابل میں ہیضہ بہت کم ہوگیا ہی یومیہ اوسط متوفیونکی پانچ چھ رہگئی ہی۔ لاہور کے سول نے ایک خبر شائع کی کہ امیر صاحب نے اپنی فوج پیدل توپخانہ و سوارونکی درستی و تیاری پر شہزادگان حبیب اللہ و نصر اللہ کو خاص طور پر مامور کرکے قندہار جو ہرات اور جلال آباد کے کمانڈروں کو سامان رسد و چارہ کی فراہمی کا فرمان بھیجدیا ہی اس سی بعض کا خیال ہی کہ امیر صاحب روسی حملہ

---

۲۲ سرحد کی توپ چلچنا چاہتی ہیں اور اپنی کی گرہ ہے کہ امیر صاحب جہاد کا اعلان کرنا چاہتے ہیں۔ گورنمنٹ نے اپنے چند دفاتر شملہ سی منتقل کرنیکے جو حکم دیدئے ہیں اسکی وجہ یہ ہی کہ گرمی کے موسم میں شملہ کی آب و ہوا دہلی سی بہتر ہی۔ (اودھ اخبار) ۲۲ جنوری سی ۲۲ فروری تک شملہ میں ۲۲ انچ برف پڑی۔ (اودھ اخبار) ۲۲ سرحد کی توپ چلچنا چاہتی ہیں اور اپنی کی گرہ ہے کہ امیر صاحب جہاد کا اعلان کرنا چاہتے ہیں۔ گورنمنٹ نے اپنے چند دفاتر شملہ سی منتقل کرنیکے جو حکم دیدئے ہیں اسکی وجہ یہ ہی کہ گرمی کے موسم میں شملہ کی آب و ہوا دہلی سی بہتر ہی۔ (اودھ اخبار) ۲۲ جنوری سی ۲۲ فروری تک شملہ میں ۲۲ انچ برف پڑی۔ (اودھ اخبار)

تار کی خبریں

لندن ۱۷۔ اگست محاربہ چین۔ متفقہ افواج پیکن کے متصلہ مقام ہوشی دو میں ہیں وقت پر پہونچیں۔ اگر ذرا سا توقف ہو جاتا تو چینی دریا کو کاٹ کر اسے خشک کر دیتے اور اسطرح متفقہ افواج کے گودام کی کشتیاں چلنے سے رہجاتیں۔ ہندوستانی سواروں نے جوار کے کہیت میں تاتاری سواروں پر حملہ کیا۔ جوار کے پودے دس فیٹ بلند تھے۔ ہمارے صرف دو سوار زخمی ہوئے۔ یہ پختہ خبر ہے کہ نفقورہ شہزادہ توان اور باکسر ۷۔ اگست کو مقام سیان فو کو بھاگ گئے۔

(مقام سیانفو جہاں پایہ تخت پیکن کا خزانہ و محلات کے لوگ پہنچائے گئے ہیں تمام ملک چین میں اول درجہ کے دلچسپ مقامات سے ہے۔ اس مقام کو اور بھی تین نام ہیں یعنی سنگفوا اور سیانفوا اور ہنگنقو۔ اس مقام کے مضافات بلحاظ نشانات قدرت کے تمام چین میں نہایت شہرت رکھتے ہیں اس مقام کی بنیاد ولادت مسیح سے ۲۵ صدی پیشتر ڈالی گئی تھی اور دو ہزار برس تک یہ مقام شرقی علاقہ چین کا مشہور پایہ تخت مانا جاتا تھا۔ یہ مقام دہیوا اور کنگھو نام دو دریاؤں کے اتصال پر واقع ہے اور پیکن سے بخط راست سات سو میل کے فاصلہ پر ہے۔ قدرتی طور پر یہ مقام تجارت کا بڑا بھاری مرکز ہے۔ اور اب بھی صورت سے آسودگی مترشح ہوتا ہے۔ صاف اور سیدھے بازار ہیں اور خوبصورت دوکانات۔ یہ شہر گھیرے میں ۱۸ میل سے زائد تک ہے۔ اسکی بلند فصیلوں کے اندر مزروعہ کھیت بھی پائے جاتے ہیں۔ چین کی عظیم ترین شہنشاہوں میں سے ایک مسمی کاؤشو نے ولادت مسیح سے ۲۰۲ برس پیشتر سے ۱۹۴ برس پیشتر تک حکمرانی کی اسی نے سب سے پہلے اس مقام کو پایہ تخت قرار دیا تھا۔ اس زمانہ میں اس شہر میں پہنچنا نہایت دقت طلب تھا وہ اسلئے کہ اسکے چاروں طرف بڑے بڑے پہاڑوں کا سلسلہ کا حلقہ موجود تھا۔ لہذا شاہ موصوف نے ایک لاکھ مزدور لگا کر ان پہاڑوں کو صاف کرایا اور کھیتوں کو کاٹکر رستے اور سڑکیں نکالیں۔ کئی مقامات پر پہاڑوں کو توڑ کر گھاٹیاں بنائیں اور جہاں ایسا نہ ہو سکا وہاں گھاٹیوں کے اوپر معلق پل تعمیر کرائے۔ ایک معلق پل ۱۵۰ گز لمبا تھا اور گھاٹی کے اوپر پانسو فٹ بلندی پر تھا اور یہ پل اب تک صحیح و سالم حالت میں ہے۔ معلق پل بنانے کا طریق یورپین قوموں کو اس سے دو ہزار برس بعد معلوم ہوا۔ ان عجیب و غریب انجنیری کاریگریوں سے اس شہر میں پہنچنا آسان کیا گیا تھا۔ اب اس جدید شہر میں ایک بڑا بھاری سلح خانہ ہے جہاں توپیں اور بندوقیں تیار کیجاتی ہیں۔ اور نیز یہاں ایک بڑا عالیشان عجائب خانہ ہے جسمیں قدیم زمانہ کی نہایت دلچسپ قیمتی چیزوں کا بیش قیمت مجموعہ موجود ہے۔ وکیل)

لندن ۱۸۔ اگست محاربہ ٹرانسوال۔ جنرل کیرنگٹن بمقام ملمانی (واقع مغربی ٹرانسوال) ۱۶ اور ۱۷۔ کو سارا دن دشمن سے مشغول پیکار رہا۔ خیال ہے کہ بویر زیرسٹ کو ہٹے جا رہے ہیں سارا فشیان بری ٹوریا میں سے ایک نے جو کپتان ہے۔ عدالت کے سامنے بیان کیا ہے کہ مجھکو انگریزی محکمہ جاسوسی کے ایک ملازم نے ورغلا کر سازش میں شامل کیا تھا۔ مینے جنرل بوتھا سے کوئی خط و کتابت نہیں کی۔ مینے اس امر کی کوشش کی تھی۔ مگر کامیاب نہ ہوا۔ لارڈ کچنر نے ڈبل کوچ سے پیشقدمی کر کے دریا ایلانڈ کی چوکی کو آخر بویروں کے محاصرہ سے چھڑا لیا ہے۔ خبر ہے کہ بویر کمانڈر ڈی وٹ کی جمعیت بڑھتی جا رہی ہے اور کہ اسوقت اوسکے پاس سات ہزار آدمی ہیں۔

۱۸۔ اگست۔ محاربہ چین۔ پیکن کی پیشقدمی میں موسم کی عمدگی سے متفقہ افواج کو بڑی مدد ملی۔ راستہ میں صرف خفیف بارش ہوئی۔ اس فوج میں صرف انگریزی۔ جاپانی۔ روسی اور امریکن دستے تھے۔ باقی طاقتوں کی فوج وسائل باربرداری نہ ہونیکی وجہ سے پیچھے رہی۔ پیکن میں داخل ہونے کی تاریخ اور کیفیت داخلہ کے متعلق بہت اختلاف ہے۔ جاپانی امیرالبحر کا بیان ہے کہ متفقہ افواج نے ۱۵۔ کو پیکن کی شرقی جانب پر حملہ کیا۔ اور سخت مقابلہ کے بعد شام کو داخل ہو کر فی الفور سفارتخانوں کو اپنے گھیرے میں لے لیا۔ جاپانیوں کے ۱۱ سو ضائع ہوئے۔ دیگر روایت ہے کہ چینی شہزادہ جنگ دوستانہ پیرایہ میں پیش آیا۔ تمام مخالف اجنبیاں سرغنہ بھاگ گئے ہوئے تھے۔ اور جنگ نے بلا مزاحمت متفقہ افواج کو شہر میں داخل کر لیا۔ شاہی خاندان اور خزانہ مقام سیان فو کو منتقل کر دیا گیا ہوا تھا۔

لارڈ رابرٹس نے جنوبی افریقہ سے سپہ سالار ہندوستان کو حسب ذیل تار بھیجا ہے "یہ سنکر میں بہت خوش ہوا ہوں۔ کہ بنگال لینسرز اور ہندوستانی سواروں نے ۱۰۔ ماہ حال کو پیکن کے قریب دشمن کے سوار دستہ پر نہایت شاندار حملہ کر کے تمام چینی جھنڈے چھین لئے۔ جنوبی افریقہ کی فوج والے اپنے ہندوستانی بھائیوں کو سچے دل سے مبارکباد کہتے ہیں۔"

۲۰۔ اگست فرنچ وزیر خارجیہ نے بیان کیا ہے۔ کہ چین کے متعلق روس اور فرانس کی پالیسی یکساں ہے دول کو مناسب ہے کہ اپنی خواہشوں کو معتدل رکھیں۔ تاکہ سب انسو اتفاق کر سکیں۔ روسیوں نے شمالی مانچوریا میں چینیوں کو سخت شکست دیکر کئی کرپ توپیں چھین لی ہیں۔ مارشل واالڈرسی جرمنی سے چین کو روانہ ہو گیا ہے۔ اوسے بڑی دھوم دھام سے رخصت کیا گیا۔ روسیوں نے دریا آمو کا دایاں یعنے چینی کنارہ فتح کر لیا ہے۔ ہندوستانی فوج آہستہ آہستہ شنگہائی میں برابر اتر رہی ہے۔ بلوچی پلٹن خیمہ زن ہو چکی ہے۔ تین اور ہندوستانی رجمنٹوں کے لئے وہاں کمپ تیار کئے گئے ہیں۔ ساٹھ فرنچ بحری سپاہی بھی خشکی پر اتارے گئے ہیں۔ جنوبی چین کے چینی حکام نے اعلان شائع کئے ہیں کہ شمالی چین میں اعلے حکام کی سازش سے جو باکسروں کے ساتھ ملے ہوئے تھے حالت نازک ہوئی چنانچہ پیکن کا مسخر ہو جانا انکی شامت اعمال کی واجب سزا تھا۔ ان علاقوں کے باشندے اجنبیوں کی پوری پوری حفاظت کریں۔ ۴۔ اگست کو ٹائمز کے نامنگار نے خبر بھیجی کہ محاصرہ کے وقت سے سفارت خانوں میں کوئی رسد چینیوں نے داخل نہ ہونے دی۔ چینی گورنمنٹ کی خواہش تھی کہ فاقہ مار کر سفراء کو اطاعت پر مجبور کرے۔ اور پھر سبکو مروا دے۔ چنانچہ غداری کے خوف سے سفارت خانوں کو خوب محفوظ اور مورچہ بند کر لیا گیا۔ ٹائمز نے جاپان کی بڑی تعریف کر کے اقبال کیا ہے۔ کہ محض اوسکی مستعدی اور سرگرمی سے سفراء کی جانیں بچی ہیں۔ اور دول اس ذلت سے محفوظ رہی ہیں کہ اپنے سفراء کو بے بسوں کیطرح اپنی آنکھوں کے سامنے قتل ہوتا دیکھیں اور ہاتھ نہ ہلا سکیں۔ جاپان کل یورپ کو اپنا ممنون احسان بنا لیا ہے۔ (۲۱۔ اگست) لی ہنگ چنگ نے امریکہ سے درخواست کی ہے کہ وہ اپنے سفیر یا کسی اور شخص کو مصالحت کی گفتگو کے لئے مقرر کرے۔ پیکن میں چنگ نے تین درباریوں کو جنمیں دو مخالف اجنبیان تھے قتل اور ایک کو قید کر دیا ہے۔ روس نے بھی چین کو اسلحہ بھیجنے کی عام ممانعت کر دی ہے۔ ملکہ معظمہ نے سفارتخانہ کی محافظ فوج کے کمانڈر کو محصورین کی مصائب پر ہمدردی اور انکی مردانہ شجاعت پر مبارکباد کا پیغام بھیجا ہے۔ تازہ ترین خبر ہے۔ کہ متفقہ افواج ابھی تک شاہی محل میں چینیوں کو احاطہ کئے ہوئے ہیں۔ لی ہنگ جو شروع ماہ میں پیکن آیا تھا اور اجنبیوں کا جانی دشمن تھا۔ لڑائی میں ہلاک ہوا۔ نفقورہ اور نفقورہ پیکن سے ساٹھ میل بجانب غرب پرنس توان کی حراست میں ہیں۔ (محاربہ ٹرانسوال۔) جنرل ہلٹن نے ۷۔ کو اولی فنٹ نیک پر قبضہ کر کے بویروں سے دو کرپ توپیں چھین لیں۔ ہیر سمتھ میں ۶۸۴ بویروں نے ہتھیار ڈال دئے ہیں ڈی وٹ نے سفید جھنڈا دیکر جنرل کیرنگٹن کے پاس صرف انکی جمعیت معلوم کرنیکے لئے قاصد بھیجا تھا۔ مراکو نے فرانس کے اغتصاب کے بخلاف دول عظام سے فریاد کی ہے۔

۲۱ اگست۔ محاربہ چین۔ امریکن روایت ہے کہ انگریزی اور امریکن افواج ۱۴۔ کو پیکن کی فصیل کے اس دروازہ سے جو سفارت خانوں کے قریب تھا۔ داخل ہوئے۔ مزاحمت خفیف سی ہوئی۔ جاپانی مشرقی جانب سے داخل ہوئے۔ جنکا چینیوں نے سارا دن بڑی شدت سے مقابلہ کیا جو آخر آدھی رات کو ڈائنامیٹ سے پھاٹک اڑا کر شہر میں داخل ہوئے۔ بہت سی چینی ضائع ہوئے۔ محصور اجنبی بخیریت مگر سخت بھوکے پائے گئے۔ مسٹر کانگر امریکن سفیر کا بیان ہے کہ پرنس چنگ نے چینی افسروں کو سفارت خانوں پر گولہ باری سے منع کر کے تہدید کی کہ خلاف ورزی کرنیوالا

لندن ۲۳ اگست۔ محاربہ چین۔ ایک ہزار کوریائی باغیوں نے مقام سونگ شنگ پر حملہ کرکے اوسے لوٹ لیا ہے۔ جاپانی اور کوریاوی اہلکار مقام گریسان کو ہٹ گئے ہیں۔ امریکن جرنیل خبر دیتا ہے کہ ابھی تک پیکن کے اردگرد اور پیکن اور ساحل سمندر کے درمیان بہت معرکہ آرائی ہونیکا احتمال ہے۔ متفقہ افواج اپنے اپنے دستوں کی حفاظت کیلئے پیکن میں پولیس کا انتظام کر رہی ہیں۔ پیکن میں عام ابتری اور بدنسقی پھیل رہی ہے۔ تمام اجنبی پادری اور دیسی عیسائی جو محل شاہی میں مقید تھے چھڑا لئے گئے ہیں۔ جاپانیوں کے پیکن کی فتح میں دو سو۔ اور چینیوں کے چھ سو۔ آدمی ضائع ہوئے۔

جرمن ایرالبحر خبر دیتا ہے کہ چینی فوج تاحال ینگ سون پر حملہ کرنے کی دھمکی دے رہی ہے۔

امیرالبحر بروس نے ۲۰۔ کو ٹاکو سے تار دیا فواہ ہے کہ ۱۹۔ کو ٹینٹسن سے چھ میل جنوب میں لڑائی ہو رہی تھی۔ جاپانی مراسلہ میں لکھا ہے کہ فقفورہ اور وزارتین ہزار فوج لیکر پیکن کی تسخیر سے چار دن پہلے بھاگے تھے۔ امریکن پادریوں نے تار دیا ہے کہ وادی ینگسی (وسطی چین) میں حالت زیادہ نازک ہو گئی ہے۔ اور کہ شنگھائی کی حفاظت کے لئے ۵ ہزار فوج درکار ہے۔ (شنگھائی میں تخمیناً ۹ ہزار اجنبی یورپین بستیوں میں رہائش پذیر ہیں۔ وکیل)

نواب وزیر ہند نے جنرل گیسلی اور اوسکے افسروں اور سپاہ کو مبارکباد دی ہے۔ سفرا نے بیان کیا ہے۔ چینی گورنمنٹ کی ہی تحریک سے ہمپر حملہ ہوا۔ اور ہمارا دانہ پانی بند کیا گیا۔ اوسکا یہ بیان غلط ہے کہ اوسنے ہمیں سامان رسد پیش کیا تھا۔ باکسر بغاوت محض بہانہ ہے۔ بانی سبانی خود فقفورہ اور گورنمنٹ تھی۔

محاربہ ٹرانسوال۔ سازشی بویر کپتان کوپری ٹوریا کے کورٹ مارشل نے مجرم قرار دیا ہے۔ حکم لارڈ رابرٹس کی منظوری کے بعد سنایا جائیگا۔ جنرل ڈی ویٹ اور ڈیلاری کے عقبی دستہ سے ۲۰۔ کو جنرل بیڈن پاول اور بگیٹ کا مقابلہ ہوا۔ جنرل ہملٹن بھی بویر جرنیلوں کے تعاقب میں گیا ہے۔ ڈی ویٹ جنرل بوتھا کو جا ملنے کی نیت سے شمال مشرق کو گیا ہے۔ جنرل کیرنگٹن۔ لارڈ میتھوان کے لئے رسد لیجاتا ہوا۔ مقام آٹوشوب کے قریب ایک بویر لشکر سے معرکہ آرا ہوا۔ ایک انگریزی دستہ کے ۳۱۔ آدمی دشمن کی طاقت کے معائنہ کرنے کے دوران میں بمقام ونٹرزبرگ زخمی اور مفقود ہوئے۔

بوتھا اور چار دیگر بویر کمانڈر ۸ ہزار آدمی اور کل توپخانہ لیکر بمقام مچاڈاڈارپ مقیم ہے۔ ۱۲۔ اگست سے ۱۸۔ اگست تک جنوبی افریقہ میں انگریزی فوج کے ۱۲۔ افسر اور ۱۵۵ سپاہی لڑائی میں اور ایکسو آدمی بیماری سے ہلاک ہوئے۔

مسٹر لبوشیر نے ۲ و ۳۔ اگست ۱۸۹۹ء کو مسٹر کروگر کو خط بھیجے۔ کہ تصفیہ تنازعات کے لئے کمیشن کا تقرر منظور کرے۔ اس سے تمکو گفتگو کو طول دیتے رہنے سے کافی وقت ملجائیگا۔ انگریزی وزارت دراصل جنگ سے بچنا چاہتی ہے اور صرف یہ دیکھتی ہے۔ کہ مسٹر چیمبرلین بھی بتدریج ہمراہی ہو جائے۔ یہ خط پرٹوریا کی فتح پر پکڑے گئے۔ اور مسٹر چیمبرلین نے یہ خط مسٹر لبوشیر کو بھیجکر لکھا ہے کہ کیا آپ انکی نسبت کچھ مزید تشریح کرنا چاہتے ہو۔ لبوشیر نے جواب دیا ہے کہ مینے جو نصیحت مسٹر کروگر کو دی تھی وہ میری رائے بالکل ٹھیک اور میرے ملک کے لئے مفید تھی۔

ہندوستان کی ناتیاری۔ ٹائمز میں آج ہندوستان کے ایک فوجی افسر کا خط چھپا ہے۔ کہ ہندوستان فوجی لحاظ سے اسوقت بالکل ناتیار ہے۔ اور اگر اندنوں کوئی اہم تصفیہ یا جنگ عظیم اچانک پیش آجائے تو سخت مشکل پڑے گی۔ یہاں کا توپخانہ ناکافی اور توپیں عموماً پرانی ہیں۔ تعداد میں بھی ہماری فوج یہاں ناکافی ہے۔ اور ٹرانسپورٹ کا انتظام ایسی حالت میں ہے کہ کسی یورپین طاقت سے جنگ ہونے پر وہ ہفتوں میں ملیامیٹ ہو جائیگا۔ اس مضمون سے انگلستان اور ہندوستان کے فوجی حلقوں میں عجب شورش برپا ہو گئی ہے۔

نواب وائسرائے ۲۲۔ اکتوبر کو شملہ سے روانہ ہو کر ۲۴۔ کو کراچی پہونچینگے۔ ۲۶۔ کو وہاں سے براہ سمندر منڈاوی جا کر گاڑی پر پہونچ جائیں گے۔ اور ۲۸۔ کو پھر منڈاوی واپس آکر ۲۹۔ کو جوناگڈھ جائیں گے۔ جہاں ۳۰۔ اکتوبر سے ۲۔ نومبر تک مقام کریں گے۔ ۳۔ نومبر کو راجکوٹ پہونچکر ۶۔ کو دربار کریں گے ۷۔ کو بروڈہ جا کر ۹۔ تک وہاں رہینگے اور ۱۰ نومبر کو بمبئی پہونچینگے۔ باقی دورہ کا پروگرام جسمیں میسور اور دکن شامل ہے ابھی طے نہیں ہوا۔

ڈیرہ غازیخان میں پانی سطح زمین سے صرف دو فیٹ گہرا رہگیا ہے۔ دریائے نہر کے دونو کنارے کاٹ دیئے ہیں۔ اور جہاؤنی کے بچنے کی تھوڑی امید رہگئی ہے۔

نواب وائسرائے مع لیڈی صاحبہ ۱۷ ستمبر کو سملہ سے اتر کر ڈلہوزی اور چنبہ کی اور اونکے پرائیویٹ سکرٹری مسٹر لارنس جو کشمیر کے مہتمم بندوبست تھے۔ کشمیر کی سیر کریں گے۔ نواب وائسرائے سرمائی دورہ جنوبی ہند کیطرف کریں گے۔ وائسرائے ۲۹ ستمبر کو سملہ واپس جائینگے سرمائی دورہ کے لئے ۲۲۔ اکتوبر کو سملہ سے اتریں گے۔

رشید بک والی صوبہ بیروت کی تحریک و کوشش پر عام چندہ سے عکہ طرابلس نابلس کیفہ بیں گھنٹہ گھر اور لٹاکیہ میں پولیس سٹیشن اور کئی دیگر عمارات بن رہی ہیں۔ جو اتبک مکمل ہو چکی ہونگی۔ اونکا باقاعدہ افتتاح ۳۱۔ اگست کو سلطان المعظم کی سالگرہ تخت نشینی کی تقریب سعید کے موقعہ پر ہوگا۔ جلالت مآب نے اس کارروائی پر خوشنودی کا اظہار فرمایا ہے۔ یقین ہے کہ ہندوستان کے مسلمانوں کی طرف سے بھی اسدن اکثر مقامات سے مبارکباد کے ٹیلیگرام بھیجے جائیں گے۔

سلطان المعظم نے قسطنطنیہ میں ایک اور یتیم خانہ بنائے جانے کا حکم صادر فرمایا ہے۔ جلالت مآب نے چالیس ہزار روپیہ جیب خاص سے دیکر مارشل احمد ایوب پاشا کی بیوہ سے ۳۵۔ ایکڑ اراضی کا ایک وسیع قطع یتیم خانہ کی عمارت کے لئے خرید کیا ہے۔ اسمیں چار ہزار یتیموں کی رہائش کی گنجایش ہوسکیگی۔ جن کو دینیات۔ مبادی العلوم اور ترکی زبان کی تعلیم کے علاوہ حسب مذاق زراعت۔ نجاری جلدبندی۔ ٹائپ نویسی۔ قالین بافی۔ طباخی وغیرہ وغیرہ ہر قسم کی دستکاری اور صنعت سکھائی جائے گی۔ یہ یتیم خانہ صرف مسلمانوں کے لئے ہوگا۔ موجودہ دارالعجزہ یعنے یتیم خانہ میں ہر مذہب و ملت کے یتیم داخل کئے جاتے ہیں اور وہ مسلم یتیموں کے لئے کفایت نہیں کر سکتا۔ اس یتیم خانہ میں نو ہزار کے قریب لڑکے اور لڑکیاں تعلیم و پرورش پا رہے ہیں۔

حضور نظام کی سالگرہ کی خوشی میں الہی حیدرآباد بھی ایک یتیم خانہ بنانے والے ہیں۔

نواب مدارالمہام مجوزہ کمیٹی کے صدر ہوئے ہیں۔ تمام ملازمین نے تنخواہ کا دسواں حصہ دینا منظور کیا ہے۔

انٹرنیشنل ٹیلیگراف آفس مقیمہ برن واقع سوئزرلینڈ نے کل دول سے التجا کی ہے کہ چینی مہم کے تمام فوجی افسروں اور سپاہیوں کے ساتھ یہ رعایت کی جائے کہ جو تار وہ اپنے کنبوں کو بھیجیں اونکا محصول نصف لیا جائے۔ سب سے اول اس درخواست کو سلطان المعظم نے منظور فرما کر دنیا کو اپنی شہامت و نیکدلی اور تہذیب و تمدن کے پاس کا ثبوت دیا ہے۔ حضور ممدوح نے حکم صادر کر دیا ہے کہ ایسے جو ٹیلیگرام سلطنت عثمانیہ کی برقی لائنوں سے گذریں اونپر نصف محصول لیا جائے

بالعالی نے یہ معلوم ہونے پر کہ اکثر مسلمان دہقان اپنے بیٹوں کو فوجی خدمت سے بچانے کے لئے

جو زمینیں ہوں اور جنکی نسبت ثابت ہو جائے کہ انہوں نے حصول ... صرف اپنی ہی لوگوں کو یہاں سے بھیجا ہے۔ یہ حکم دیا ہے کہ ... بھیجکر آئندہ کے لئے فلاں فلاں محض ہو جائے کہ انہوں نے ... اور اراضی ... ہیں۔ یہ حکم دیا ہے کہ ... ہیں ... ہیں ... ہیں

پانچ سو روپیہ نقد انعام (۵۰۰)

اُس شخص کو دیا جائیگا جو

خضاب جہانقدر

سے زود اثر اچھا خضاب ہمکو بتاوے

ہمارا دعوے ہے

کہ خضاب جہاں قدر سے بڑھ کر

کوئی خضاب ایجاد نہیں ہو سکتا۔

اِسکے لگانے سے

ایک منٹ میں بال سیاہ ہوتے ہیں اور آدمی جوان نظر آتا ہے۔ جنکے بال تھوڑے سفید ہوں اُنکو ایک سٹ چھ ماہ یا برس بھر کے لئے کافی ہے۔ مہینہ میں ایک یا دو دفعہ لگانے کی ضرورت ہوتی ہے +

یہ خوشبودار عرق ہے

جسکے لگانے سے بال سیاہ ملائم اور نرم رہتے ہیں +

قیمت

فی سٹ دو روپے (عہ)

محصول ڈاک ایک سٹ کے لئے ۶ر

ترکیب استعمال کا پرچہ ہمراہ روانہ ہوگا۔ اور فرمایشوں کی تعمیل بطریق ویلیو پے ایبل پارسل ہوگی +

خضاب جہانقدر کے بے نظیر اور عام پسند ہونے کی نسبت صدہا شہادتیں موجود ہیں۔ نمونہ کے طور پر ذیل کی سندات ملاحظہ ہوں +

گل محمد صاحب از مقام کوٹری (بندر کراچی) :- آپ کا خضاب جہاں قسم بے نظیر ہے۔ ایک سٹ اور بھیجدیجئے۔ واقعی آپ کا خضاب اسم بامسمّی ہے +

ماکھورام صاحب سررشتہ دار از مقام پربھنی ریاست حیدرآباد دکن :- آپ سے دو سٹ خضاب کے منگوائے تھے وہ قریب الاختتام ہیں۔ براہ مہربانی چار سٹ خضاب جہاں قدر اور بھیجدیجئے +

لالہ صاحب تمبولی دکاندار قصبہ ٹنڈولہ ضلع شولاپور :- ایک شیشی خضاب جہانقدر اور بھیجدیجئے۔ ویسا عمدہ چیز پہلے بھیجا تھا +

محمد ابراہیم صاحب خلیفہ از مقام اکولہ تمک برار :- آپ کا خضاب بیسیوں جگہ یہاں آتا ہے۔ اسی قسم کا خضاب عمدہ رنگ بھی روانہ فرماویں۔

محمد شاہ دین صاحب بنگالی۔ ان ریلوے گھرگپور ضلع مدناپور (بنگال) :- دو سٹ خضاب موصول ہوئی۔ اب دو سٹ اور بھیجدیں +

محمد الطاف صاحب نبی مقام گونڈہ :- آپ کے کارخانہ سے چند مرتبہ خضاب منگایا گیا۔ مہربانی فرما کر دو سٹ خضاب جلد روانہ فرماویں +

غلام رسول صاحب از مقام کوٹ سارنگ :- آپ کا خضاب جہانقدر ایک سٹ بنام ... روانہ فرماویں +

عبدالخالق صاحب از مقام رنگون :- آپ سے دو سٹ خضاب منگائے تھے۔ اب دو سٹ اور ارسال فرماویں +

قاری محمد صاحب (۲۲ جنوری ۱۹۰۹ء) :- آپ کا خضاب جہانقدر ایک سٹ اور بھیجدیجئے +

محمد طالب صاحب :- خضاب جہانقدر کا بہت تعریف کرتے ہیں۔ ایک سٹ اور ارسال فرماویں +

سید عطا محمد صاحب (۲۳ جنوری ۱۹۰۹ء) :- خضاب جہانقدر ایک سٹ اور ارسال فرماویں +

سید غلام غوث صاحب جاگیردار (۲۸ جنوری ۱۹۰۹ء) :- خضاب جہانقدر نہایت عمدہ ہے +

سید امداد علی صاحب رجسٹرار (۲۱ جنوری ۱۹۰۹ء) :- واقعی عمدہ ہے +

سید خادم حسین صاحب ڈپٹی انسپکٹر :- خضاب جہانقدر کا خضاب آپ سے منگایا تھا۔ اب دو سٹ اور بھیجدیں +

محمد حسین صاحب :- خضاب جہانقدر ہوگیا۔ اب دو سٹ اور بھیجدیں +

محمد عبداللہ صاحب پلیڈر اور ریکارڈ انسپکٹر اچیرکا :- خضاب جہانقدر اور دو سٹ خضاب موصول ہوئی۔ ایک سٹ اور بھیجدیں +

سید حضرت علی شاہ صاحب از قلعہ دروش :- مہربانی فرما کر خضاب جہانقدر ایک سٹ اور بھیجدیں۔ پہلی دو سٹ مرسلہ ختم ہو چکی ہیں +

نظام احمد صاحب مالک ریاض الاخبار گورکھپور :- آپکا خضاب خیرآباد (اودھ) سے نورآ جہانقدر پہنچا۔ اثر کامل ہوا +

محمد عطر صاحب :- خضاب اور دو سٹ موصول ہوئی۔ ایک سٹ اور بھیجدیں +

محمد اسحاق خاں صاحب مرزا گنج (لکھنؤ) :- قبل ازیں چھ شیشی خضاب جہانقدر کی تقسیم کی ہیں۔ اب دو سٹ اور خضاب جہانقدر پہلی جیسی عمدہ فرماویں +

صوبیدار رام نام سنگھ صاحب :- خضاب جہانقدر دو سٹ اور بھیجدیں +

ٹھاکر جگن ناتھ صاحب ڈپٹی کلکٹر مین پوری :- خضاب جہانقدر منگوا کر دیکھا۔ ویسا ہی ایک سٹ اور ارسال فرماویں +

رحیم بخش صاحب مستری (ریلوے ورکشاپ ہیلی) (۱۶ جولائی ۱۹۰۹ء) :- دو سٹ خضاب جہانقدر پہنچے۔ ایک سٹ اور ارسال فرماویں +

مقام دن چاند صاحب سوداگر (۱۰ جولائی ۱۹۰۹ء) :- آپ کا خضاب جہانقدر بہت اعلیٰ ہے۔ ایک سٹ بنام الہ بخش صاحب پیشکار روانہ فرماویں۔ آپ کی راستی کی وجہ سے دو سو روپے کی سالانہ دوائی منگا کر دیں گے +

اسماسنگھ صاحب انسپکٹر بھیجدیں دروش :- خضاب جہانقدر منگا چکا ہوں۔ ایک سٹ اور بھیجدیں آنریبل لوگ بہت قدرشناس ہیں +

محمد اسحاق خاں صاحب مرزا گنج (لکھنؤ) :- قبل ازیں چھ شیشی خضاب جہانقدر کی تقسیم کی ہیں۔ اب دو سٹ اور خضاب جہانقدر پہلی جیسی عمدہ فرماویں +

صوبیدار رام نام سنگھ صاحب :- خضاب جہانقدر دو سٹ اور بھیجدیں +

ٹھاکر جگن ناتھ صاحب ڈپٹی کلکٹر مین پوری :- خضاب جہانقدر منگوا کر دیکھا۔ ویسا ہی ایک سٹ اور ارسال فرماویں +

محمد امام الدین ایلو پیتھک کیمسٹ ہال بازار امرتسر

تمام فرمایشیں بنام

NERVINE TONIC PILLS

نروائین ٹانک پلز

نامردی۔ جریان۔ رقت۔ کمزوری کا مجرب علاج اور افیون و شراب چھوڑانے کے لئے تریاق

ان گولیوں کے بڑے اجزاء پلولا ڈومیانا کمپازیٹا اور اکسٹراکٹ کوکا وغیرہ ہیں جنکو لنڈن کے مشہور و معروف دواسازان مسرز برگائن بربجز اینڈ کمپنی و مسرز ہیولٹ اینڈسن گورنمنٹ کنٹریکٹرز وہیرنگ اینڈ کو وغیرہ وغیرہ تیار کرکے بھیجتے ہیں۔ یہ وہ گولیاں ہیں جنکے اجزاء کے فواید و خواص کی نسبت مشہور اور فاضل ڈاکٹروں نے غایت درجہ کی توصیف و ثنا فرمائی ہے۔ نامردی اور کمزوری کے واسطے ان سے بڑھکر کوئی دوا خیال نہیں کیجاتی۔ یہ گولیاں قوت غریزی کو چمکاتی ہیں۔ دل کو خاطر خواہ نشاط و تفریح پہنچاتی ہیں۔ غم و حزن بھولے سے بھی نہیں آنے پاتے۔ ضعف اور خشکی دماغ کو بھی سریع التاثیر ہیں۔ سدر۔ دوار طنین۔ نسیان کو بلیغ النفع ہیں۔ قوت حافظہ کو وہ تیزی دیتی ہیں۔ کہ برسوں کی بھولی بسری باتیں یاد آتی ہیں معدہ کی شکایتیں رفع کردیتی ہیں بدن کو تازہ اور خوش رونق بنادیتی ہیں۔ بھوک اتنی بڑھ جاتی ہے اور ہاضمہ میں وہ جودت آتی ہے کہ ادھر کھایا اُدھر ہضم۔ ثقیل ہو یا خفیف۔ سب بھسم۔ دافع ریاح ہیں جگر کی خرابیوں کی اصلاح ہیں۔ چند ہی دنوں میں رنگت یاقوت کی طرح دمکنے لگتی ہے اور مثانہ کے اکثر عوارض کے لئے مخصوص الفواید ہیں۔ جریان۔ سرعت۔ رقت۔ ضعف۔ کثرت تقطیر۔ سلسلبول کا نام تک نہیں رہنے پاتا۔ تولید و تغلیظ و تصلب عصب میں بعید نہیں ہیں۔ اکثر تفتہ جان عالم شباب میں مریض ہوکر محجوب رہجاتے ہیں اور بوجہ شرمساری و بیماری حسرت بھری آہیں بھرا کرتے ہیں ان کے حق میں یہ رشک اکسیر مائدہ جان اور قوت روان ہیں

قیمت

باایں ہمہ فوائد ۶۰ گولیاں دو روپے (عہ) محصول ڈاک بذمہ خریدار

روغن طلا

یہ روغن ایام جوانی کی بے احتیاطیوں اور غلط کاریوں کے تمام نقصوں کا دافع۔ رگوں و پٹھوں کی کمزوری کو سریع نافع ہے۔ اسکی مالش سے بلا تکلیف چھالوں اور دانوں کے رگ و پٹھے درست ہوتے ہیں۔ نروائین ٹانک پلز کے ساتھ اس طلا کی مالش سے بہت جلد صحت ہوتی ہے +

قیمت فیشیشی دو روپے۔ محصول ڈاک بذمہ خریدار +

پاکیسورو انعام

جو اس گولیوں کے اجزاء ترکیب کے علاوہ دیا جاویگا

اس شخص کو جو خرچ آمد و رفت کے علاوہ اس شخص کو دیا جاویگا گولیوں کا ڈاکٹری نسخہ بتادے +

ڈاکٹر ہیمپٹن ہاسپٹل لنڈن۔ ایم۔ آر۔ سی۔ پی۔ لیکچرر آن میڈیسن چیرنگ کراس ہاسپٹل لنڈن۔ ایم۔ آر۔ سی۔ پی۔ لنڈن۔ ایف۔ ایل۔ ایس۔ ڈاکٹر ڈبلیو ہیل وائٹ ایم۔ ڈی۔ ایف۔ آر۔ سی۔ پی۔ لنڈن ہاسپٹل مصنف ٹکسٹ بک آف میڈیسن۔ ڈاکٹر ڈبلیو ہیل وائٹ ایم۔ ڈی۔ ایف۔ آر۔ سی۔ پی۔ لنڈن ہاسپٹل مصنف ٹکسٹ بک آف جنرل میڈیسن۔ ڈاکٹر ہیوبرٹ ہیل ایم۔ ڈی۔ ایف۔ آر۔ سی۔ پی۔ لنڈن ہاسپٹل مصنف ٹکسٹ بک آف میڈیسن۔ ڈاکٹر ہیوبرٹ ہیل ایم۔ ڈی۔ ایف۔ آر۔ سی۔ پی۔ لنڈن ہاسپٹل مصنف ٹکسٹ بک آف جنرل